جلد ۲۳ | مورخہ ۳ر شعبان ۱۳۵۴ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۱۲۸

مسٹر کھوسلہ سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے قابل اعتراض فقرات

ہائی کورٹ لاہور کی شدید نکتہ چینی

فیصلہ مبالغہ آمیز اور غلط نتائج پر مبنی ہے

اپیل مولوی عطاء اللہ بنام سرکار میں مسٹر جی۔ڈی کھوسلہ سشن جج گورداسپور نے جو فیصلہ کیا۔اس کے خلاف عدالتِ عالیہ لاہور کے سامنے گورنمنٹ اور جماعت احمدیہ کی جانب سے جو درخواستہائے نگرانی پیش کی گئی تھیں۔ان کے متعلق آنریبل مسٹر جسٹس کولڈسٹریم جج ہائیکورٹ نے ۱۱۔نومبر کو جو فیصلہ دیا۔اس کا ترجمہ اسی پرچہ میں پیش کیا جاتا ہے۔

فیصلہ کی مجمل کیفیت یہ ہے۔کہ آنریبل جج ہائیکورٹ نے سشن جج کے فیصلہ پر شدید نکتہ چینی کرکے اس کے عائد کردہ بہت سے الزامات کو غلط اور بے بنیاد قرار دیا ہے۔اور بحیثیت مجموعی انہوں نے یہ رائے دی ہے۔کہ مسٹر کھوسلہ نے اپنے فیصلہ میں بعض ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں۔جن سے شبہ پڑتا ہے۔کہ انہوں نے مقدمہ پر منصفانہ نگاہ سے غور نہیں کیا۔اور ایسی زبان استعمال کی ہے۔جو غیر موزوں اور نامناسب ہے۔

سشن جج کے حکومت پر عائد کردہ الزامات کے متعلق آنریبل جج نے یہ رائے دی ہے کہ وہ الزامات بے بنیاد ہیں۔لیکن انہیں اس وجہ سے قلمزن نہیں کیا جاسکتا۔کہ اس سے فیصلہ کا سیاق وسباق درہم برہم ہوجاتا ہے۔جماعت احمدیہ کے خلاف سشن جج کے الزامات میں سے بعض تو حذف کردیئے گئے ہیں۔اور بعض کے متعلق جن کے حذف کرنے سے آنریبل جج کے خیال میں فیصلہ کی ترتیب پر اثر پڑتا تھا۔اپنی رائے ظاہر کردی ہے۔اور لکھ دیا ہے۔کہ ان کی شہادت سے کوئی تصدیق نہیں ہوتی۔اور وہ بالکل بے بنیاد ہیں۔نیز سشن جج کے بعض فقرات کو آنریبل جج نے غیر ضروری غیر متعلق اور دل آزار قرار دیا ہے۔

مرکزِ احمدیت میں آل انڈیا نیشنل لیگ کی طرف سے خود حفاظتی کا انتظام

مسٹر ڈزنی ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور کا حسنِ انتظام

چونکہ احرار کے اعلانات سے جماعت احمدیہ کے متعلق ان کے اس وقت تک کے رویہ اور ان کے منصوبوں سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ مباہلہ کے بہانہ سے قادیان آ کر فتنہ انگیزی اور امن شکنی کے مرتکب ہوں گے۔ اور جماعت کو اشتعال دلانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالٰے اور دوسرے بزرگان سلسلہ کی توہین اور ہمارے مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کریں گے۔ اس لئے آل انڈیا نیشنل لیگ نے ضروری سمجھا۔ کہ اس موقعہ پر نیشنل لیگ کور کے والنٹیرز خود حفاظتی کا فرض ادا کرنے کے لئے قادیان پہونچ جائیں۔ اور قریب قریب کی نیشنل لیگوں کے ممبر بھی آ جائیں۔ اس لئے ۲۲ نومبر سے احباب آنے شروع ہو گئے۔ اور ۲۴ تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ ۲۲ نومبر سے اندرون اور بیرون شہر کے اہم مقامات پر پانچ والنٹیرز کیمپ قائم کئے گئے۔ جہاں والنٹیرز دن رات اپنی ڈیوٹی پر مستعد رہے مقامی ممبران کور کے علاوہ امرتسر۔ لاہور۔ گوجرانوالہ۔ سیالکوٹ۔ لائل پور۔ گجرات۔ منٹگمری۔ کراچی ڈیرہ غازی خاں۔ ہوشیارپور۔ جہلم اور کپورتھلہ کے والنٹیرز بھی شریک ہوئے۔

ڈاکٹری انتظام جہاں تک ممکن تھا مکمل تھا۔ ۲۳ تاریخ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالٰے کی کوٹھی دار الحمد کے صحن میں تمام والنٹیرز کا اجتماع ہوا۔ تاکہ حضور کو سلامی دیں۔ حضور نے ملاحظہ فرماتے ہوئے اظہار مسرت کیا۔ اور ۲۴ تاریخ والنٹیرز کے مجمع میں ایک تقریر کی جس میں ضروری نصائح فرمائیں:

اگرچہ سوائے قریب کے احباب کے دوسروں کو اس موقعہ پر آنے سے روک دیا گیا تھا۔ تاہم کئی اصحاب بہت دور دور سے بھی آئے۔ اور بعض کھانے کا سامان بھی ساتھ لائے اور اس موقعہ پر چار ہزار کے قریب مخلصین کا مجمع ہو گیا۔

اس موقعہ پر حکومت نے بھی قیام امن کے متعلق بہت اچھا انتظام کر رکھا تھا۔ کئی مقامات پر پولیس اور مجسٹریٹ موجود تھے۔ قادیان میں سرکاری انتظامات کے انچارج مسٹر ڈزنی ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور تھے۔ اور ہمیں یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی۔ کہ جماعت احمدیہ کے ذمہ دار ارکان سے وہ ہر موقعہ پر نہایت خندہ پیشانی اور خوش خلقی سے پیش آئے۔ اور ہماری طرف سے بھی ان کے ساتھ پورا پورا تعاون کیا گیا۔ ایک موقعہ پر جب انہوں نے خواہش کی۔ کہ نیشنل لیگ کے والنٹیرز مارچ کرتے ہوئے ان محلوں میں سے نہ گزریں۔ جہاں احمدیوں کے علاوہ غیر احمدیوں اور غیر مسلموں کی بھی آبادی ہے۔ تو اس کی تعمیل کرا دی گئی۔ غرض ان کا انتظام نہایت اعلیٰ اور خاص طور پر قابل تعریف تھا۔ جس کے لئے ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے سالانہ اجتماع میں شمولیت کی دعوت عام

اس سال خدا تعالٰے کے فضل سے جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر کو ہو گا۔ اس میں شمولیت کے لئے ہر اس شخص سے درخواست کی جاتی ہے۔ جو اسلام سے محبت رکھتا۔ اور دین کے متعلق تحقیق کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ آج کل احرار جماعت احمدیہ کے خلاف جگہ بجگہ بالکل غلط اور جھوٹی باتیں مشہور کرتے پھرتے ہیں۔ ہر حق پسند کو چاہیئے کہ اس بارے میں خود تحقیقات کرے۔ جس کے لئے بہترین موقعہ سالانہ جلسہ ہے۔ اس میں شمولیت کے لئے تشریف لانے والے اصحاب کے کھانے اور رہائش کا انتظام جماعت احمدیہ کے ذمہ ہوتا ہے۔ پس حق پسند اصحاب ضرور تشریف لائیں۔ اور بچشم خود جماعت احمدیہ کے حالات ملاحظہ فرمائیں:

"الفضل" کے بغیر آپ کن باتوں سے محروم رہتے ہیں

۱- حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالٰے کے حالات اور ارشادات سے
۲- حضور کے رقم فرمودہ مضامین بیان فرمودہ خطبات اور تقریروں سے
۳- خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مرکز احمدیت کے حالات سے۔
۴- معاندین کی انتہائی مخالفتوں کے مقابلہ میں خدا تعالٰے کی تائید و نصرت کے کھلے نشانات کے مطالعہ سے۔
۵- دشمنانِ احمدیت کی عبرت ناک ناکامیوں اور نامرادیوں کے واقعات سے
۶- مجاہدین احمدیت کی سرفروشانہ تبلیغی سرگرمیوں اور احمدی مبلغین کی اسلامی خدمات سے۔
۷- پیش آمدہ سیاسی و ملکی حالات اور واقعات کے متعلق جماعت احمدیہ کے نقطۂ نگاہ سے۔
۸- احباب جماعت کے اہم اور ضروری حالات سے۔
۹- مخالفین کے اعتراضات کے مسکت جوابات سے۔
۱۰- غیر ممالک کے اہم سیاسی اقتصادی اور سوشل واقعات سے۔

پس آج ہی آپ اپنے نام "الفضل" جاری کرائیے۔ (منیجر)

یوم تحریک جدید کے اہم جلسے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالٰے نے تحریک جدید کے دوسرے سال کے متعلق مطالبات پر تقریریں کرنے کے لئے جماعتہائے احمدیہ کے لئے یکم دسمبر ۱۹۳۵ء کا دن مقرر فرمایا ہے۔ لہٰذا بموجب ارشاد حضور تمام جماعتیں اپنی اپنی جگہ جلسے کر کے احباب جماعت کو حضور کے مطالبات کی اہمیت اور ضرورت سے آگاہ کریں۔ اور جو دوست اپنے آپ کو ان مطالبات کو پورا کرنے کے لئے پیش کریں۔ ان کی اطلاع دفتر ہذا میں ارسال فرمائیں۔ انچارج تحریک جدید قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۳۰ر شعبان ۱۳۵۴ھ

مولوی عطاء اللہ امیر احرار کے مقدمہ میں سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے متعلق

آنریبل جسٹس کولڈسٹریم جج عدالتِ عالیہ لاہور کا فیصلہ

مولوی عطاء اللہ صاحب کے مقدمہ میں مسٹر جی۔ ڈی۔ کھوسلہ سشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے خلاف عدالتِ عالیہ لاہور میں گورنمنٹ اور جماعت احمدیہ کی طرف سے جو درخواست ہائے نگرانی پیش کی گئی تھیں۔ ان کا فیصلہ ۱۱ر نومبر آنریبل مسٹر جسٹس کولڈسٹریم جج ہائی کورٹ نے سنایا۔ ذیل میں اس فیصلہ کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے:۔
یہ فیصلہ درخواستہائے نگرانی نمبر ۱۸۲ و نمبر ۲۲۵ بابت سال ۱۹۳۵ء کے متعلق ہے:۔

بانی سلسلہ احمدیہ کے تاریخی حالات

۱۸۹۱ء میں (میں نے یہ تاریخ اور دوسرے تاریخی واقعات پنجاب گورنمنٹ کے حکم کے ماتحت شائع شدہ کتاب "تذکرہ روسائے پنجاب" سے لئے ہیں) مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور نے جو سکھ دربار کے ایک جرنیل مرزا غلام مرتضےٰ صاحب کے بیٹے تھے۔ ایک مذہبی تحریک کی بنیاد ڈالی اور اسلامی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا۔ آپ نے کثیر التعداد لوگوں کو اپنا پیرو بنا لیا۔ آپ کے اتباع جو قادیانی یا مرزائی۔ یا احمدی کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔ پنجاب اور دوسرے علاقوں میں چند لاکھ کی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ مرزا صاحب نے بہت سی عربی۔ فارسی اور اردو کتب تصنیف کیں۔ ان کتابوں میں انہوں نے جہاد کے عقیدہ کی بڑے زور سے تردید کی ہے۔ مذکورہ بالا کتاب کے مطابق "ان کی زندگی کئی سال تک ہنگامہ خیز رہی۔ چنانچہ ان کے مذہبی مخالفین پیہم جھگڑوں اور مقدمات میں ان سے الجھتے رہے۔ ان کی وفات کے وقت تک جو ۱۹۰۸ء میں واقعہ ہوئی۔ وہ ایک ایسی حیثیت حاصل کر چکے تھے۔ کہ ان سے اختلاف رکھنے والے بھی ان کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھتے تھے"۔

ان کی وفات کے بعد مولوی نورالدین صاحب آپ کے جانشین ہوئے۔ ۱۹۱۴ء میں مولوی نورالدین صاحب کی وفات پر مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ان کے روحانی جانشین یعنی خلیفہ منتخب ہوئے۔ اب متبعین احمدیت کی تعداد بہت ترقی کر گئی ہے۔ جماعت کا مرکز بدستور قادیان ہے۔ جو سارے کا سارا ملزم کی شہادت کی رُو سے مرزا صاحب کے خاندان کی ملکیت ہے:۔

قادیان کی آبادی

قادیان کی کل آبادی میں سے جو قریباً ۹۰۰۰ ہے۔ آٹھ ہزار احمدی بتائے جاتے ہیں۔ دوسرے مسلمانوں کی تعداد چار یا پانچ سو ہے۔ خلیفہ صاحب اور آپ کے پیرؤوں کا قدرتی طور پر قادیان میں بہت بڑا اثر ہے۔ اور ان کو یہ حیثیت حاصل ہے۔ کہ شہر کے افراد پر پُر زور معاشرتی دباؤ ڈال سکیں:۔

احمدیوں اور غیر احمدیوں میں کشمکش

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ اس وقت جبکہ اس نئے فرقہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ مرزا صاحب کا مسیحیت کا دعوےٰ عام مسلمانوں کو سخت ناگوار گزرا۔ اور عام مسلمانوں اور احمدیوں کے درمیان متواتر کشمکش رہی۔ جس کا ثبوت طرفین کی ان مطبوعہ تحریرات سے ملتا ہے۔ جن میں فریقین کی طرف سے اکثر سخت کلمات استعمال ہوئے ہیں۔ ۱۹۲۳ء میں قادیان میں دوسرے مسلمانوں کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی۔ جو ایک فساد پر ختم ہو گئی۔

احرار کانفرنس میں دشنام دہی

۱۹۳۴ء میں مسلمانوں کے ایک گروہ احرار نامی نے جو کہ اپنے مذہب کی اشاعت میں عملی دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور جن میں سے بعض نے حال ہی میں قادیان میں رہائش اختیار کی ہے۔ قادیان میں ایک اور کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس وقت ان کے اور احمدیوں کے درمیان اختلاف بدرجۂ غایت شدت اختیار کر چکا تھا۔ احرار نے کانفرنس کے انعقاد کے لئے قادیان کے ایک باشندہ ایشر سنگھ سے اس کی مقبوضہ زمین استعمال کرنے کی اجازت حاصل کی۔ لیکن قادیانیوں نے اس جگہ کے گرد آبادی کی زمین میں دیوار تعمیر کر کے روک دیا۔ قادیان میں اور کوئی جگہ حاصل نہ ہو سکنے کی وجہ سے مقامی ڈی۔ اے۔ وی سکول کی گراؤنڈ میں جو موضع رجادہ کی حدود میں واقعہ ہے اور یہ گاؤں قادیان سے ایک میل کے فاصلہ پر ہے۔ کانفرنس کے انعقاد کا انتظام کیا۔ ۲۱ر اکتوبر ۱۹۳۴ء کو کانفرنس شروع ہوئی۔ اسی شام کو سید عطاء اللہ شاہ بخاری صدر کانفرنس نے کئی ہزار کے مجمع میں پانچ گھنٹے تک تقریر کی:۔

مولوی عطاء اللہ پر مقدمہ اور چھ ماہ کی سزا

اس تقریر کی بناء پر جس میں قادیانیوں ان کے راہنماؤں۔ اور ان کی جماعت پر دُشنام آمیز گندی زبان میں شدید حملے کئے گئے تھے۔ سید عطاء اللہ شاہ کے خلاف زیر دفعہ ۱۵۳۔الف تعزیرات ہند مقدمہ چلایا گیا۔ مقدمہ کی سماعت کے دوران میں اس نے یہ دلیل پیش کی کہ اس کی تقریر کی غلط رپورٹ کی گئی ہے۔ اور یہ کہ تقریر میں اس کی غرض حقیقی مذہب اسلام کی اشاعت تھی۔ اس کے وکیل نے بیان کیا۔ کہ اس کا مقصد جور و تعدی کی حکومت کا خاتمہ کرنا تھا۔ جو قادیان میں قائم تھی۔ جہاں مرزائیوں نے ایک خود مختار حکومت قائم کر رکھی تھی۔ اور ان کی اپنی عدالتیں اور کچہریاں قائم تھیں:۔

اس بیان کے ثبوت میں نیز اس امر کے ثبوت میں کہ مرزا غلام احمد صاحب نے اپنے مخالفین کے خلاف سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ بہت سی شہادتیں پیش کی گئیں۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بھی بطور گواہ ملزم کی طرف سے طلب کیا گیا۔ اور ان پر ایک لمبی جرح کی گئی۔ اور طرفین کے مذہبی عقائد کے بارے میں غیر متعلق شہادتوں کا ایک طومار ریکارڈ پر جمع کر لیا گیا۔ اور اپنے فعل کو جائز ثابت کرنے کے بہانہ سے عدالت میں قادیانیوں اور ان کے عقائد پر سابقہ حملہ کو جاری رکھا گیا۔ لیکن عطاء اللہ شاہ کا جرم ثابت ہوا اور اسے چھ ماہ قید بامشقت کی سزا دی گئی۔

سشن جج کا فیصلہ

پھر اس نے اپیل دائر کی جس میں فاضل سشن جج گورداسپور نے یہ قرار دیا۔ کہ یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ عطاء اللہ کا مقصد مرزا صاحب اور ان کے پیرؤوں پر اعتراض کرنا اور سامعین کو قادیانیوں کے خلاف کارروائی کرنے اور اپنی شکایات کا ازالہ کرانے کیلئے ابھارنا تھا۔ عطاء اللہ نے جیسا کہ سشن جج صاحب نے لکھا ہے۔ بعض ایسی باتیں کہیں جن کا نتیجہ سوائے اس بات کے اور کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ سامعین کے دلوں میں احمدیوں کے خلاف نفرت کے جذبات برانگیختہ کئے جائیں اور صلح و اتحاد کا ادعا ایسی دشنام طرازی اور تمسخر سے ملوث تھا اور ایسے ذلیل انداز میں کیا گیا تھا۔ کہ اس کا مقصد سامعین کے دلوں میں احمدیوں کے خلاف منافرت و حقارت کے جذبات پیدا کرنے کے سوا اور کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ سشن جج صاحب نے یہ بھی کہا۔ کہ اس کا یہ فعل جائز تنقید کی حد سے متجاوز ہو جانے کی وجہ سے قانون کی زد میں آ جاتا ہے۔ ہمارا قیاس ہے۔ کہ سشن جج کی تحقیق کے مطابق دفعہ ۱۵۳ الف کی مستثنیات کا اس پر کوئی اطلاق نہیں ہو سکتا۔ لیکن ساتھ ہی سشن جج نے اس بات کا بھی اظہار کیا ہے۔ کہ تقریر میں بعض جملے ایسے تھے۔ "جنہیں مرزا صاحب کے پیشکردہ عقائد کی صحیح تنقید قرار دیا جا سکتا ہے۔" سشن جج نے جرم کو بحال رکھا۔ لیکن فیصلہ میں لکھ دیا۔ کہ "ان واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو قادیان میں رونما ہو رہے تھے۔ نیز یہ کہ مرزا صاحب نے مسلمانوں کو کافر اور سؤر کہکر اور ان کی عورتوں کو کتیوں کا خطاب دے کر ان کے جذبات کو سخت مشتعل کر دیا تھا۔" سشن جج صاحب کے خیال میں مجرم کا جرم صرف اصطلاحی تھا۔ اور اس وجہ سے انہوں نے سزا میں تخفیف کرتے ہوئے اسے تا برخاست عدالت قید کی سزا دی۔ سید عطاء اللہ کی تقریر میں قادیان کے جو حالات بیان کئے گئے۔ ان کی تصدیق کے لئے اپنے فیصلہ میں سشن جج صاحب نے وہاں کے متعدد ایسے واقعات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جن کی شہادت عدالت میں پیش کی گئی تھی۔ نیز خلیفہ صاحب اور ان کے پیرؤوں کے متعلق ہتک آمیز ریمارک کئے ہیں۔ اور حکام کے رویہ کی بھی مذمت کی ہے۔ انہوں نے یہ فیصلہ ۶ جون ۱۹۳۵ء کو سنایا۔

سرکاری وکیل کی درخواست

حکومت نے سزا کی زیادتی کی درخواست نہیں دی۔ اگر وہ ایسا کرتی۔ تو عدالت عالیہ سشن جج کے فیصلہ پر ہر پہلو سے نظر ثانی کر سکتی تھی۔ ۹ اگست کو سرکاری وکیل نے درخواست ۱۶۲ پیش کی۔ اور عدالت ہذا سے زیر دفعہ ۵۶۱ الف ضابطہ فوجداری یہ استدعا کی کہ "فیصلہ کے بعض جملے اس بناء پر قلمزن کئے جائیں۔ کہ وہ شہادت پر مبنی نہیں۔ بے بنیاد ہیں اور واقعی غلط ہیں۔ اور حکومت پر بڑی زد لاتے ہیں۔ اس عرضی میں یہ بھی درخواست کی گئی ہے۔ کہ اگر ضروری ہو تو مزید تحقیقات کے لئے مقدمہ کی مسل واپس کی جائے۔ تا کہ حکومت کو یہ ثابت کرنے کا موقعہ مل سکے۔ کہ سشن جج صاحب کے ریمارک بالکل خلاف واقعہ اور بے بنیاد ہیں۔"

صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کی درخواست

اس کے ایک ماہ بعد کیپٹن مرزا شریف احمد صاحب برادر مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے درخواست ۲۲۵ دی۔ اور اس میں فیصلہ کا ایک بڑا حصہ حذف کرنے کی اس بناء پر درخواست کی۔ کہ اس حصہ کا قائم رکھنا قانونی اختیارات کا غلط استعمال اور درخواست کنندہ کے حق میں بے انصافی ہے۔ کیونکہ وہ فریق مقدمہ نہیں تھا۔ اور اسے اپنی بریت میں سید عطاء اللہ شاہ کی گواہی کے خلاف شہادت پیش کرنے کا کوئی موقعہ نہ تھا۔ عرضی ۱۶۲ کے ساتھ چیف سکرٹری حکومت پنجاب کی طرف سے ایک تصدیق پیش کی گئی ہے۔ جس میں صحیح واقعات

بیان کئے گئے۔ اور سشن جج کے عائد کردہ الزامات کی تردید کی گئی ہے۔

درخواست نمبر ۲۲۵ کے ساتھ درخواست کنندہ کی طرف سے ایک حلفیہ بیان بھی پیش کیا گیا۔ جس میں زیر اعتراض ریمارکس کو غلط ثابت کیا گیا۔ اور فیصلے کو سید عطاء اللہ کی اس تقریر سے بھی زیادہ اشتعال انگیز بتایا گیا ہے۔ جس کی بناء پر عطاء اللہ شاہ کے خلاف مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ حکومت نے سید عطاء اللہ کو اپنی درخواست کی اطلاع دے دی تھی۔ اور چونکہ بعض زیر اعتراض جملے وہ تھے۔ جن کے مفہوم کی بناء پر اس سے نرمی برتی گئی تھی۔ اس لئے اس کے وکیل کو بھی ان دلائل کی تردید کی اجازت دی گئی۔ جو میرے سامنے ان دونوں درخواستوں کی تائید میں پیش کئے گئے۔

عدالت کے اختیارات پر بحث

یہ بات ایک حقیقت مسلمہ ہے کہ عدالت عالیہ عدالت ماتحت کے فیصلہ کے کسی حصہ کو حذف کر سکتی ہے۔ اور یہ اختیار عدالت ہذا نے جب سے دفعہ ۵۶۱ الف ضابطہ فوجداری میں درج ہوئی ہے۔ کثرت کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ یہ اختیار قانوناً غیر محدود ہے۔ قانون واضح طور پر عدالت ہذا کو اختیار دیتا ہے۔ کہ ایسے احکام جاری کرے۔ جو کسی عدالت کے عدالتی اختیارات کے غلط استعمال کو روکنے اور مقاصد عدل و انصاف کے حصول کے لئے ضروری ہوں۔

لیکن عدالت ہائے عالیہ ہمیشہ اس اختیار کو ایک غیر معمولی اختیار تصور کرتی رہی ہیں جس کا استعمال محض استثنائی حالات میں اور بہت احتیاط کے ساتھ جائز ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جیسا کہ ڈیلی کے مقدمہ (۲۶۹ لاہور I. L. R9) میں مسٹر جسٹس ٹیک چند نے رائے دی ہے انصاف کے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ عدالت ہائے ماتحت کو آزادی کے ساتھ اور بے خوف وہراس اپنا کام کرنے دیا جائے اور عدالت عالیہ اس میں ناواجب دخل نہ دے کیونکہ واقعات سے نتائج اخذ کرنے کے لئے عدالت ہائے ماتحت کو بسا اوقات گواہوں کے چلن کے متعلق مخالفانہ ریمارکس کرنے پڑتے ہیں۔

مقدمات امر سنگھ خلاف سرکار (انڈین لاء رپورٹس جلد ۵ لاہور ۱۹۲۷ء) و بنارسی داس خلاف سرکار (انڈین لاء رپورٹس جلد ۶ لاہور ۱۹۲۶ء) کے فیصلوں اور ڈیلی کے مقدمہ میں جس کا اوپر بھی ذکر کیا گیا ہے۔ وہ اصول پیش کئے گئے ہیں۔ جن پر عملدرآمد کر کے عدالت ہذا نے قابل اعتراض جملے حذف کئے ہیں۔ مقدمہ امر ناتھ خلاف سرکار میں ایک سشن جج نے اپنے فیصلہ میں ریمارک کیا تھا۔ کہ ایک گواہ نے جو ایک پولیس افسر ہے حلف دروغی کی ہے۔ اس ریمارک کی بناء پولیس کی ایک ڈائری پر تھی۔ جو باقاعدہ طور پر شامل مسل نہ تھی۔ مسٹر جسٹس فورڈ نے اس کو قلمزن کرنے کا حکم دیتے ہوئے لکھا کہ کسی جج **کو اس بات کا حق نہیں پہونچتا۔ کہ ایسی گواہی پر بناء رکھ کر جو باقاعدہ طور پر شامل مسل نہ ہو۔ شہادت پر جرح و قدح کرے۔** اور اگر جج کا خیال ہو۔ کہ گواہ نے جھوٹ بولا ہے۔ تو اُسے حلف دروغی کا مجرم قرار دینے سے پہلے اس سے توضیح کرانی ضروری ہے۔

مقدمہ بنارسی داس خلاف سرکار کے فیصلے کا ایک حصہ بھی جسٹس فورڈ نے قلمزن کیا تھا۔ اس بناء پر کہ ایسے اعتراضات کا قائم رہنے دینا خلاف انصاف ہے۔ جو ایسے شخص پر کئے گئے ہوں۔ جو نہ گواہ ہے اور نہ فریق مقدمہ ہے۔ اور اسے اپنی بریت کرنے کا کوئی موقعہ نہیں دیا گیا۔ اور اعتراضات قانونی گواہی پر مبنی نہیں ہیں۔

ڈیلی کے معاملہ میں ایک مجسٹریٹ نے اپنے فیصلہ میں یہ ریمارک کیا تھا۔ کہ مجھے یقین ہے۔ کہ ڈیلی اور اس کے ساتھ کے کلرک غصب کردہ روپیہ آپس میں بانٹتے رہے ہیں۔ اور ڈیلی بے پروائی سے اپنے فرائض سے غفلت کرتا رہا ہے۔ ڈیلی کو بطور گواہ عدالت میں طلب کیا گیا تھا۔ اور اس پر ایک لمبی جرح کی گئی تھی۔ لیکن نہ عدالت نے اور نہ کسی وکیل نے اس پر کوئی ایسا سوال کیا تھا۔ جس سے یہ استنباط کیا جا سکے۔ کہ وہ بھی اس جرم میں شامل تھا۔ جس کے لئے مدعا علیہ پر مقدمہ چلایا جا رہا تھا۔ فاضل جج اس نتیجہ پر پہونچا کہ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں۔ کہ ڈیلی اور دوسرے کلرکوں نے مدعا علیہ کے ساتھ مل کر آپس میں روپیہ خورد برد کیا۔ اس لئے اس نے اس مضمون کے ریمارک حذف کر دیئے۔ لیکن سعہ ہذا اس نے یہ بھی نتیجہ نکالا۔ کہ ڈیلی نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں بہت بے پروائی سے کام لیا ہے۔ اس لئے فاضل جج نے اس مضمون کے جملوں کو قلمزن کرنے سے انکار کر دیا اور یہ لکھا کہ میں ان جملوں کو صرف اسی صورت میں قلمزن کر سکتا تھا۔ کہ میں اس نتیجہ پر پہونچتا۔ کہ مسل مقدمہ میں ان باتوں کا ثبوت مطلق نہیں۔ مگر میں اس نتیجہ پر نہیں پہونچا۔

مقدمہ پنچرن بنرجی بخلاف ایمپرر (انڈین لاء رپورٹس جلد ۹ھ الہ آباد ۲۵۴) کے فیصلے میں جسٹس سلیمان نے ایک سشن جج کے فیصلہ میں سے بعض قابل اعتراض الفاظ قلمزن کرنے کا فیصلہ دیتے ہوئے ایسی ہی رائے ظاہر کی۔ یہ رائے ظاہر کرتے ہوئے کہ کوئی وجہ نہیں۔ کہ کیوں عدالت عالیہ دفعہ ۵۶۱ الف کے ماتحت غیر متعلق ناجائز یا جانب عدالت اشخاص کے لئے ہتک آمیز جملوں کے حذف کرنے کا حکم نہ دے سکے۔ فاضل جج نے لکھا۔ کہ اس اختیار کا استعمال صرف اس حالت میں ہو سکتا ہے جب کہ زیر اعتراض ریمارک بالکل بے بنیاد ہوں

جہاں ایسے ریمارک شہادت سے اخذ ہوتے ہوں۔ وہاں اس اختیار کا استعمال نہیں ہو سکتا۔ اس سوال کے متعلق کہ کن اصول کے ماتحت کسی گواہ کی درخواست پر کہ میرے متعلق سشن جج کے ریمارک حذف کئے جائیں۔ غور کیا جاسکتا ہے۔ سندھ جوڈیشل کمشنر کی عدالت میں ایک ڈویژن بنچ نے مقدمہ خان صاحب محمد حسین بخلاف سرکار (۱۱۸ انڈین کیسز ۱۹۲۹ء نمبر ۴۶) کے دوران میں بحث کی تھی۔ درخواست ایک ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کی تھی۔ سنا تج جو بنچ نے استنباط کئے تھے۔ حسب ذیل ہیں:۔

"یہ بات بالکل عیاں ہے۔ کہ اگر کسی ایسے شخص پر جسے اپنی بریت ثابت کرنے کا موقعہ نہ دیا گیا ہو۔ کوئی ناقابل ثبوت حملہ کیا گیا ہو۔ اور ریمارک غیر متعلق اور ایسا ہو۔ کہ فیصلہ سے علیحدہ کیا جاسکے۔ تو ایسا ریمارک قلمزن کیا جاسکتا ہے۔ اور کیا جانا چاہیئے۔ خصوصاً اس حالت میں۔ کہ وہ شخص نہ فریق مقدمہ ہو۔ اور نہ گواہ۔ لیکن ایسے ریمارکس کا جو کہ ناقابل ثبوت تو ہوں لیکن غیر متعلق نہ ہوں حذف کرنا آسان نہیں۔ اور ہماری یہ رائے ہے کہ اگر وہ ریمارکس جج کے استدلال کا ایک جزو اصلی ہوں۔ تو پھر اس صورت میں ان کا حذف کرنا ممکن نہیں۔ ہر جج یا مجسٹریٹ کے لئے لازم ہے کہ اپنے فیصلے کے دلائل تحریر کرے۔ اور انصاف اسی بات کا تقاضا کرتا ہے۔ کہ ہم ایسے ریمارکس کو حذف کر کے فیصلہ کو بے دلیل نہ بنا دیں۔ ہمیں ضرورت کے وقت عمل جراحی کرنا پڑتا ہے۔ لیکن ہمیں بیمار کو جان سے مار دینے کا حق نہیں پہنچتا۔ استغاثہ نے اقبال جرم اور مال کی برآمدگی ثابت کرنی چاہی تھی۔ اور اگر وہ گواہی قبول کر لی جاتی۔ تو لازماً عدالت ملزم کو مجرم قرار دیتی۔ سشن جج نے اس زمیندار کا بیان باور کرنے سے انکار کر دیا۔ جو ملزم کے اقبال جرم کے متعلق قسمیں کھاتا تھا۔ لیکن ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس جس نے اقبال جرم خود اپنے کانوں سے سنا تھا۔ اور برآمدشدہ مال دیکھا تھا۔ اس نے زمیندار کے بیان کی تصدیق کی۔ اس لئے لازماً سشن جج کو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس کے متعلق اپنی رائے ظاہر کرنی پڑی۔ اور اس نے ظاہر کی۔ ہمیں سشن جج کی اس رائے کے ساتھ اتفاق نہیں۔ لیکن چونکہ ہم ان ریمارکس کو غیر متعلق نہیں کہہ سکتے۔ اور چونکہ دلیل کو تباہ کرنے کے بغیر ہم اس ریمارک کو قلمزن نہیں کر سکتے۔ اس لئے ہم اس رائے میں حق پر ہیں۔ کہ جملے صرف اسی صورت میں حذف کئے جاسکتے ہیں۔ کہ وہ بے تعلق ہوں۔ اور فیصلہ کا جزو اصلی نہ ہوں"۔

درخواست کو مسترد کرتے ہوئے فاضل ججان نے اس رائے کا اظہار کیا۔ کہ درخواست کنندہ کے خلاف ریمارکس بالکل بے اصل ہیں۔ ۱۹۲۳ء میں سندھ کورٹ کے ایک اور ڈویژن بنچ نے ایک ایسی درخواست کو مسترد کرتے ہوئے فیصلہ کو بحال رکھا لیکن یہ رائے ظاہر کی۔ کہ ہمارے خیال میں محولہ جملوں میں جو نکتہ چینی کی گئی ہے۔ وہ از روئے مسل کسی صورت میں بھی صحیح نہیں۔ اور جس شخص کی ان سے ہتک ہوئی ہے۔ جب تک اس کو صفائی کا موقعہ نہ دیا جاتا۔ یہ نکتہ چینی نہ کی جانی چاہیئے تھی۔ فاضل ججان کی یہ بھی رائے تھی۔ کہ فاضل ایڈیشنل سشن جج نے غیر محتاط اور بے محل الفاظ استعمال کئے ہیں۔ (تیجومل نرائن داس بخلاف سرکار انڈین لاء رپورٹ ۱۹۲۳ء سندھ ۹۱)

یہ فیصلہ جات اس بات کی کافی دلیل ہیں۔ کہ عدالتی اختیارات کے غلط استعمال کو روکنے اور انصاف کے حصول کے لئے عدالت عالیہ کا فرض ہے۔ کہ عدالت ہائے ماتحت کے فیصلوں کے ایسے حصوں کو حذف کر دیا کرے۔ جو کسی ایسے شخص کے خلاف نکتہ چینی پر مشتمل ہوں۔ جو نہ تو فریق مقدمہ ہو۔ اور نہ ہی اسے اپنی بریت ثابت کرنے کا مناسب موقعہ دیا گیا ہو۔ اسی طرح ہائیکورٹ کو یہ بھی اختیار ہے۔ کہ وہ ایسے جملوں کو حذف کر دے۔ جو از روئے مسل کسی گواہی پر مبنی نہ ہوں۔ یا گواہی باقاعدہ صورت میں ریکارڈ پر نہ ہو۔

لیکن ان ججوں کی رائے کا واجبی احترام کرتے ہوئے جن کے فیصلہ جات کا مطلب یہ ہے۔ کہ قلمزن کرنے کا اختیار ایسے ہی حالات میں استعمال ہو سکتا ہے۔ اور اس نظریہ سے بھی اتفاق کرتے ہوئے جو چیف جسٹس فیررز نے آخری محولہ بالا مقدمہ میں ظاہر کیا ہے۔ کہ یہ بہتر ہے۔ کہ ایک دفعہ جو فیصلہ سنا دیا جائے۔ پھر وہ اپنی اسی اصلی اور ابتدائی شکل ہی میں رہے۔ جیسا میں اسے پہلے شائع کیا گیا۔ اگرچہ میں ذاتی طور پر اپنے اس اختیار کی ان حدود کو وسیع کرنے کے خلاف ہوں۔ جو اس سے پہلے تسلیم کر لی گئی ہیں۔ لیکن میں یہ کہنے سے نہیں رہ سکتا۔ کہ مجھے کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ کہ کیوں ایسے جملوں کے خلاف اس اختیار کا استعمال نہ کیا جائے۔ جو اگرچہ شہادت پر مبنی ہیں لیکن وہ ایک شخص کے کیریکٹر پر حملہ ہیں۔ یا امور زیر تنقیح سے انہیں کوئی واسطہ نہیں۔ اور ایک عدالت نے خواہ مخواہ اپنا راستہ چھوڑ کر بے ضرورت انہیں اپنے فیصلہ کا حصہ بنا لیا ہے۔ مزید برآں مجھے اس معاملہ میں بھی قطعاً کوئی شبہ نہیں۔ کہ ایسے فیصلہ کی نسبت بھی جو غیر دانشمندانہ اور غیر واجبی الفاظ میں لکھا گیا ہو۔ عدالت ہذا کو اختیار ہے۔ بلکہ اس پر واجب ہے کہ اپنی رائے کا اظہار کرے۔ خواہ بالآخر وہ جملے قلمزن ہوں یا نہ ہوں۔

فیصلہ کا بہت سا حصہ مبالغہ آمیز ہے

فیصلہ زیر بحث میں دیتی مسٹر کھوسلہ کے فیصلہ میں الفضل بعض جگہ ایسے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جن سے شبہ پڑتا ہے۔ کہ کیا فاضل جج نے پورے طور پر منصفانہ نگاہ سے معاملہ پر غور کیا ہے۔ اس فیصلہ کا بہت سا حصہ مبالغہ آمیز ہے۔ یہ بات ان جملوں

ہیں سے بعض کے مطالعہ سے عیاں ہو جاتی ہے جن پر اعتراض کیا گیا ہے۔ مثلاً فیصلہ کی ابتدا میں جہاں جج نے بعض ایسی باتیں بیان کی ہیں۔ جو ان کی رائے میں امور زیر تنقیح سے تعلق رکھتی ہیں۔ جج نے قادیانی مذہب کے متعلق "بدعتی" کا لفظ استعمال کیا ہے۔ **قادیانیوں کے عقائد کی صحت یا غلطی اس مقدمہ میں عدالت کے لئے غور کرنے کی بات نہ تھی۔ اور نہ ہو سکتی تھی۔ پس اس قسم کی زبان کا استعمال ایک بدقسمتی کی بات ہے۔ اور وہ اس وجہ سے اور بھی زیادہ قابل افسوس ہے۔** کہ جیسا کہ سب جانتے ہیں۔ موجودہ وقت کے حالات کا تقاضا ہے۔ کہ فرقہ وارانہ خصومات میں مقدمہ کی عدالتی کارروائی اور ان کے فیصلہ جات کی زبان ایسی ہونی چاہیئے۔ کہ وہ خود خصومت اور عداوت کے بڑھانے کا موجب ہو۔ کیونکہ خصومت و عداوت کا بڑھانا ایک ایسا فعل ہے۔ کہ اگر کوئی دوسرا اس کا مرتکب ہو۔ تو خود عدالت کا فرض ہے۔ کہ قانون کے ماتحت اسے سزا دے۔

اب میں ان جملوں کو لیتا ہوں۔ جنہیں قلمزن کرنے کی درخواست عدالت ہذا سے کی گئی ہے اول میں پہلی درخواست کو لیتا ہوں۔ جو کہ فاضل وکیل سرکار نے پیش کی ہے۔

پولیس پر بے بنیاد الزام

ایک شخص محمد امین نامی کی وفات کا ذکر کر کے جو قادیان میں ایک لڑائی میں مارا گیا تھا فیصلہ میں لکھا ہے "پولیس میں اطلاع کی گئی۔ لیکن پولیس نے اس پر کچھ بھی نہ کیا۔ یہ کہنا بے سود ہے۔ کہ قاتل نے یہ کام خود حفاظتی میں کیا کیونکہ اس بات کا فیصلہ صرف عدالت ہی کر سکتی ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ چودہری فتح محمد نے عدالت میں قسم کھا کر اقبال کیا ہے۔ کہ میں نے محمد امین کو قتل کیا۔ لیکن پولیس اس پر کوئی کارروائی نہ کر سکی۔ یہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ مرزا کی طاقت اتنی ہے۔ کہ کوئی گواہ دلیرانہ طور پر آگے آ کر سچ سچ بیان نہیں کر سکا۔"

یہ بات کہ محمد امین چودہری فتح محمد پریذیڈنٹ صدر انجمن احمدیہ قادیان (ڈی ڈبلیو ۲۱) کے ساتھ ایک لڑائی میں مارا گیا۔ ریکارڈ سے ظاہر ہے۔ چودہری فتح محمد کا بیان ہے۔ کہ محمد امین نے مجھ پر قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ یعنی یہ کہ وہ ایسی حالت میں مارا گیا۔ کہ چودہری فتح محمد اپنی مدافعت کر رہا تھا۔ معلوم یہ ہوتا ہے۔ کہ فاضل سشن جج نے اپنے اس اعتراض کی کہ پولیس کی طرف سے کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ بنیاد محض اس بات پر رکھی ہے۔ کہ عدالت میں چودہری فتح محمد کا چالان نہیں کیا گیا۔ حالانکہ اس بات کی کوئی شہادت نہیں۔ کہ کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ جیسا کہ فاضل جج نے بیان کیا ہے۔ امکانی طور پر اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے۔ کہ گواہ مرزا کی طاقت سے ڈرتے ہوں۔ لیکن بہر حال یہ بات کہ عدالت میں مقدمہ نہیں چلایا گیا۔ اس بات کی شہادت نہیں ہے۔ کہ کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ مسل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ پولیس افسر جس پر اس معاملہ کی تحقیقات فرض تھی۔ گواہی میں بلایا ہی نہیں گیا۔ مقدمہ حکام کے خلاف نہ تھا۔ اور چونکہ وہ اس نتیجہ سے آگاہ نہ تھے۔ جو عدالت اپیل چودہری فتح محمد کے بیان سے اخذ کرنے کو تھی۔ اس لئے کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ اس مقدمہ میں اس بات کی شہادت گزارتے۔ کہ ان کی طرف سے تفتیش کی گئی تھی **چیف سکرٹری حکومت پنجاب کا حلفیہ بیان ظاہر کرتا ہے۔ کہ یہ بات غلط ہے کہ مقامی حکام گورداسپور نے محمد امین کی موت کے بارے میں کوئی کارروائی نہیں کی۔** پس چونکہ اس بات کی تائید میں کوئی شہادت نہیں۔ کہ یہ ریمارک کہ "اس معاملہ میں کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔" درست ہے۔ **اس لئے یہ ریمارک درست طور پر فیصلہ سے خارج کیا جا سکتا ہے۔** لیکن چونکہ اس سے فیصلہ کی ایسی قطع و برید ہو جاتی ہے۔ کہ باقی حصہ جس کے قلمزن کرنے کی کوئی صحیح وجہ نہیں بے معنی ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں اس ریمارک کو اس رائے کے ساتھ جو میں نے اوپر ظاہر کی ہے۔ قائم رہنے دیتا ہوں اور امید کرتا ہوں۔ کہ فاضل وکیل سرکار کے لئے میری یہ رائے تسلی کا باعث ہوگی۔

اگلا جملہ جس پر درخواست میں اعتراض کیا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل ہے (فاضل سشن جج نے قادیان کے حالات کے ذکر میں لکھا ہے) "معلوم ہوتا ہے۔ کہ حکام غیر معمولی طور پر مفلوج ہو چکے تھے اور مرزا کی حکومت دینوی و مذہبی کبھی زیر بحث نہیں لائی گئی۔ مختلف مواقع پر مقامی حکام کے پاس شکایتیں کی گئیں۔ لیکن دادرسی نہ ہوئی۔ ایک دو ایسی نالشوں کا مسل میں بھی ذکر ہے۔ لیکن

عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

سورۃ بنی اسرائیل کی لطیف تفسیر مسمّٰی بہ دستور الارتقاء تفسیر سورۃ الاسراء

یہ ضخیم کتاب جو ریویو اردو کے سائز کے تین صد صفحات پر مشتمل ہے۔ مولانا مولوی عبد اللطیف صاحب احمدی فاضل دیوبند۔ حال مدرس عربی ہائی سکول خانپور ریاست بہاولپور کی عالمانہ اور لطیف تصنیف ہے۔ مولوی صاحب موصوف نے ایک رویائے صادقہ کی بناء پر جو آپ نے دعا کے نتیجہ میں دیکھی۔ اور جس کا مفصل حال دیباچہ کتاب میں درج ہے۔ اس میں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سورۃ بنی اسرائیل کی صحیح تفسیر فرمائی۔ احمدی ہوئے اور آپ کے روحانی افاضہ سے یہ کتاب لکھی۔ جو سلسلہ حقہ کی صداقت کا خاص نشان ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل کی تفسیر کے علاوہ قرآن کریم کی پانچ سو متفرق آیات اور متعدد احادیث کا ترجمہ اور تفسیر اور تین سو عنوانات کے ماتحت اکثر اہم مسائل کا حل بھی اس میں درج ہے۔ مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل کی نظر ثانی اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر تصنیف و تالیف کی منظوری کے بعد خاکسار نے اس کو شائع کیا ہے۔ قیمت تبلیغ علوم قرآن کی خاطر صرف بارہ آنہ رکھی ہے۔ بزرگان و علمائے سلسلہ کی متعدد آراء میں سے ایک رائے درج ذیل ہے:

ایک ہزار شہادت کے برابر ایک شہادت

حضرت مولانا مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی فرماتے ہیں۔ میں نے کتاب دستور الارتقاء کو کئی مقامات سے پڑھا۔ بوجہ عدیم الفرصتی ابھی تک بالاستیعاب پڑھنے سے قاصر رہا۔ لیکن جو جو مقامات میرے مطالعہ میں آئے ہیں۔ ان کی بناء پر علی وجہ البصیرت کہہ سکتا ہوں۔ کہ صاحب تصنیف کی شان مفسرانہ بالکل جدت کا رنگ رکھتی ہے۔ آپ کے ملکہ استنباط و استدلال اور آپ کی قوت مدرکہ نے جس روشنی میں سورۃ بنی اسرائیل کی تفسیر کا کام کیا ہے۔ وہ فیوض احمدیہ و برکات علوم قرآنیہ کی بالکل معجزانہ مثال ہے۔ اس تفسیر نے مسئلہ معراج نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کو دستور الارتقاء کے معنوں میں ایسا واضح کر دیا ہے کہ جو قلوب حقائق شناس کے لئے یقیناً ایک نعمت عظمیٰ اور علوم روحانیہ کے پیاسوں کے لئے ایک جام کوثر ہے۔ میں نے دستور الارتقاء کو جس جس مقام سے بھی پڑھا۔ مجھے وہاں سے ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تازہ روحانی برکات اور سوابغ لدنیہ کے سنتہ افاضات کا نمونہ محسوس ہوا اللہ تعالیٰ مصنف عزیز کو بہتر جزا دے۔ اور مزید توفیق سے ان کے بالکل موزون ذہن رسا کو اس طرف اور بھی توجہ نصیب ہو۔ کہ وہ وقتاً فوقتاً کسی نہ کسی سورۃ کی تفسیر دستور الارتقاء کے نہج پر سر انجام دیتے رہیں۔ تفسیر کے لئے بھی خاص ملکہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ جوہر بھی ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔ پس تفسیر کتاب اللہ العزیز کا مقدس شغل بصورت حق و حکمت ایک بہترین خدمات قرآن سے ہے۔ وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ راقم الحروف۔ خاکسار غلام رسول راجیکی حیدر آباد دکن ۲۷-۳۵-۵

دیگر بزرگان و علمائے سلسلہ کی آراء مبارکہ انشاء اللہ پھر شائع کی جائیں گی۔

رعایتی اعلان

تفسیر مذکور کے خریداروں کو کتب روحانی مقصد قرعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قیمتی عصر سوانح عمری حضرت مسیح موعود علیہ السلام بزبان نظم پنجابی قیمتی ۱۰ آنے سوانح امام بخاری قیمتی ۱۲ر الحکم سیرت مسیح موعود نمبر ۱ ہر حضرت خلیفہ ثانی کی فرمودہ تعلیم اردو نظم میں ار سکیم منظوم پنجابی۔ رہندی کلغی اونار نہج المصلی رفتار مسیح موعود علیہ السلام قیمتی للعہ اصل بیاض نور الدین قیمتی عہ پیشگوئی احمد بیگ وغیرہ قیمتی ۳ر قرآن کریم مترجم مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب قیمتی دو روپے ۸ آنے میں سے جو پسند کریں

نصف قیمت

پر دی جائیں گی۔

المشتہر

حکیم عبد اللطیف گجراتی پروپرائٹر کتب خانہ اشاعتی قادیان

اس بات کی ضرورت نہیں کہ یہ ذکر کیا جائے۔ کہ شکایتیں کیا تھیں۔ اس مقدمہ کے مقاصد کے لئے بس اس قدر کافی ہے۔ کہ یہ بیان کر دیا جائے۔ کہ قادیان میں عام ظلم وجور کی معین شکایات حکام کے پاس کی گئیں۔ پھر بھی بظاہر ان پر کوئی توجہ نہ کی گئی"۔

جماعت احمدیہ کی اپنی "عدالتیں"

اس ریمارک کی بنیاد فاضل جج نے اس شہادت پر رکھی ہے۔ کہ قادیانیوں کی اپنی قائم کردہ عدالتوں میں دیوانی اور فوجداری مقدمات کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اور عدالتی کارروائی اس طریق پر کی جاتی ہے۔ جو انگریزی عدالتوں میں مروج ہے اور ایک قادیانی دائریکٹر بنا ہوا ہے۔ مگر یہ کہ اس بات کی کوئی شہادت نہیں۔ کہ حکام قادیانیوں کے خلاف شکایات پر کوئی کارروائی کرتے ہیں فاضل وکیل نے اس مقام پر یہ بحث کی ہے کہ حکام کو متہم کرنے والے ریمارکس نہ صرف بے بنیاد ہیں۔ بلکہ اس شہادت سے جو مسل میں ان کے رویہ کے متعلق شامل ہے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کی طرف سے قابل دست اندازی پولیس معاملات کی رپورٹ ملنے پر کارروائی عمل میں لائی جاتی رہی ہے چیف سکرٹری کا حلفیہ بیان ظاہر کرتا ہے کہ شکایات اور الزامات کی ہمیشہ تحقیقات ہوتی رہی ہے۔ اور گورنمنٹ ہمیشہ بغیر خوف اور رعایت کے قانون کے نفاذ کی کوشش کرتی رہی ہے۔ اسے جب یہ اطلاع ملی کہ قادیان میں جماعت احمدیہ نے گویا اپنی "عدالتیں" قائم کر رکھی ہیں۔ تو حکومت نے اس بارے میں قانونی لحاظ سے تحقیقات کرائی اور انہیں مشورہ دیا گیا۔ کہ **فوجداری مقدمات کی تحقیقات اس وقت تک قانونی نقطہ نگاہ سے قابل اعتراض نہیں۔ جب تک کہ وہ طرفین کی مرضی سے ناقابل دست اندازی پولیس اور قابل راضی نامہ جھگڑوں کا فیصلہ کریں۔ نیز دیوانی مقدمات کے متعلق یہ مشورہ دیا گیا کہ ایسے مقدمات کا باہمی انتظام کے ساتھ فیصلہ کرانا قانونی لحاظ سے قابل اعتراض نہیں۔ بشرطیکہ بتراضی فریقین ایسا کیا جائے اور فیصلہ ثالثی انتظام کی صورت میں ہو** اس پر حکومت نے جماعت احمدیہ کو اطلاع کر دی کہ اگر قابل دست اندازی پولیس فوجداری مقدمات کا آپس میں فیصلہ کرایا جائے۔ تو یہ قابل اعتراض ہوگا اور یہ امر بھی قابل اعتراض ہے۔ کہ ایسی عدالتیں کسی ایسے سزا دینے کا طریق اختیار کریں۔ جو انہیں قانون کی زد میں لے آئے۔ یہ بھی ان پر واضح کر دیا گیا کہ جماعت احمدیہ کی نام نہاد عدالتوں کی اگر کوئی کارروائی قانون کی زد میں آئے گی۔ تو اس کی پوری تحقیقات کی جائے گی۔ جماعت احمدیہ کو یہ بھی مشورہ دیا گیا کہ اس قسم کی عدالتوں کو سمن اور اسی قسم کی اور ایسی فارم استعمال نہیں کرنی چاہئیے۔ جو سرکاری عدالتوں میں استعمال ہونے والی فارموں کے بہت مشابہ ہو۔

جماعت احمدیہ کی والنٹیرز کور

چیف سیکرٹری کے حلفیہ بیان میں یہ بھی مذکور ہے۔ کہ حکومت نے والنٹیر کور کے متعلق بھی قانونی رائے دریافت کی۔ اور جماعت احمدیہ کو اطلاع دی۔ کہ جب تک والنٹیر قانون کی حدود سے تجاوز نہ کریں۔ گورنمنٹ کا ارادہ ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا نہیں۔ لیکن اگر ان کی کوئی سرگرمی انہیں کریمنل لا امنڈمنٹ ایکٹ ۱۹۰۸ء کی زد میں لے آئے۔ تو بیشک اس قانون کے ماتحت ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اور تحقیق کر کے اس بات کا اطمینان کر لینے کے بعد کہ احمدیہ کور میں چاندماری کی مشق نہیں کرائی گئی۔ گورنمنٹ نے کریمنل لا امنڈمنٹ آرمز ایکٹ کے ماتحت والنٹیرز یا چاندماری کے متعلق کسی کارروائی کے کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی

جماعت احمدیہ کی عدالتوں کا طریق عمل

اس امر کی شہادت موجود ہے۔ کہ قادیانی جماعت مختلف شعبہ جات یا نظارتوں کی تقسیم کے لحاظ سے منظم ہے۔ اور اپنے انتظامات ریکارڈ کیپری اور نقل نویسی وغیرہ کے رکھتی ہے یہ تمام شعبہ جات صدر انجمن کے ماتحت ہیں۔ جس کا صدر چودھری فتح محمدؐ (ڈی۔ ڈبلیو ۲۱) ہے۔ شہادت کی رو سے یہ بھی ثابت ہے کہ قادیان میں دیوانی اور فوجداری عدالتیں بھی تھیں۔ جو قادیانی جماعت کے افراد کے مابین ناقابل دست اندازی پولیس دیوانی اور فوجداری مقدمات کا فیصلہ کرتی تھیں اور وہ سزا کا حکم دیتیں۔ ڈگریاں صادر کرتیں اور ان کا اجراء کراتی تھیں۔ لیکن اس امر کی کوئی شہادت نہیں۔ کہ کبھی کوئی غیر قادیانی اس قسم کے طریق فیصلہ کے لئے مجبور کیا گیا ہو۔ اور نہ اس بات کی کوئی شہادت ہے۔ کہ مرزا صاحب کے مذہبی اور دنیاوی اقتدار کے متعلق (غیر احمدیوں کی طرف سے) کبھی کوئی تعرض نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہی اس امر کی کوئی شہادت ہے۔ کہ قادیانیوں کی ان عدالتوں نے کوئی ایسا خلاف قانون کام کیا ہو۔ جو گورنمنٹ کے نوٹس میں آیا ہو۔ یا یہ کہ گورنمنٹ نے قادیان میں اس قسم کی صورت حالات دیکھتے ہوئے آنکھیں بند کر لی ہوں۔ اور ضرورت کے وقت مناسب کارروائی کرنے سے پہلو تہی کی ہو۔

احمدیہ والنٹیر کور کا مقصد

یہ ثابت ہے۔ کہ قادیان میں ایک والنٹیر کور تھی۔ جس کی تنظیم تحریک بوائے سکاؤٹ کی طرز پر تھی۔ اس کور کے ممبروں کے پاس لاٹھیاں ہوتی تھیں۔ اور ڈیفنس کے ایک گواہ کی رو سے یہ کور ۳۰ یا ۳۵ لڑکوں اور آدمیوں پر مشتمل تھی۔ اور یہ کہ ۱۹۳۲ء اور ۱۹۳۳ء میں اس کور کا اجتماع ہوا تھا۔ اور انہیں گویا سنگینوں سے مسلح فوج کی طرز پر ڈرل کرائی جاتی تھی۔ ملزم کے ایک گواہ نے یہ بھی کہا ہے۔ کہ اس نے کور کے آدمیوں کو نیزوں سے مسلح دیکھا تھا۔ لیکن اس بات کی کوئی شہادت موجود نہیں کہ یہ کور کسی خلاف قانون کام کے لئے استعمال کی گئی ہو۔ یا یہ کہ اس کا قیام قادیان میں برطانوی ہند کے قانون کے نفاذ کے لئے حکام کے اختیارات کے متعلق کسی شبہ کا باعث ہو۔ شہادت سے ظاہر ہے۔ کہ کور کا بڑا مقصد جلسوں وغیرہ کے انتظام میں امداد دینا تھا۔

پیش کردہ چار مثالیں

اس غیر مشروط بیان کے متعلق کہ قادیان میں ظلم و تعدی کے صریح الزامات لگائے گئے لیکن ان کا کوئی نوٹس نہ لیا گیا۔ رسپانڈنٹ (مولوی عطاء اللہ) کے وکیل نے کہا ہے کہ اس قسم کی چار مثالوں کے متعلق مسل پر شہادت موجود ہے (اور یہ بھی کہا۔ کہ وہ کوئی اور مثال پیش نہیں کر سکتا۔ جس میں کہ ان شکایات کی جو حکام کو کی گئیں۔ کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ ان میں ایک مثال ایشر سنگھ کے معاملہ کی ہے (ڈی۔ ڈبلیو ۴) دوسرے جھروین کا معاملہ (ڈی۔ ڈبلیو ۵۲) تیسری عبد الکریم کی رپورٹ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۳۰ء سے تعلق رکھتی ہے (ڈی۔ ڈبلیو ۵۵/۴) اور چوتھی وہ شکایت ہے۔ جو عبد الکریم کی طرف سے ڈپٹی کمشنر کے پاس بھیجی گئی۔ (ڈی۔ زیڈ ۳۲)

ایشر سنگھ کی مثال

یہ ایشر سنگھ وہی آدمی ہے۔ جس نے اپنی زمین کو احرار کانفرنس کے لئے پیش کیا تھا
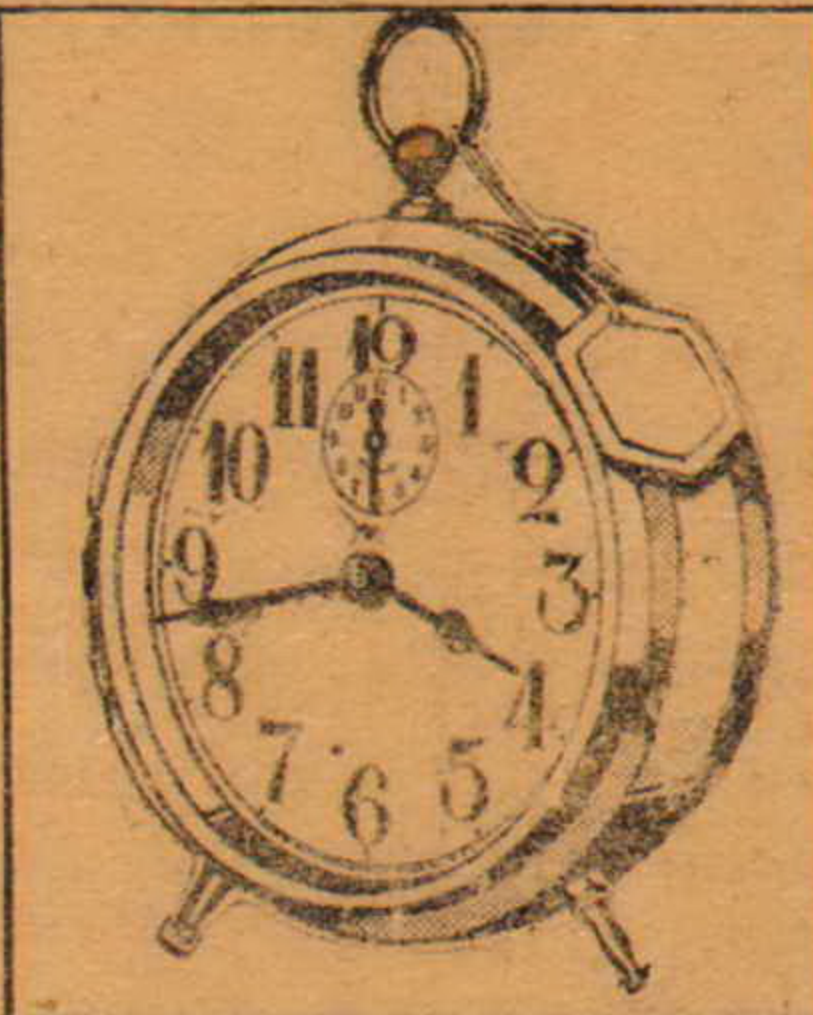
لیکن اس معاملہ میں معتبر شہادت موجود ہے کہ وُہ دیوار جو اس کے گرد بنائی گئی - وُہ گوردا دیہ زمین میں بنائی گئی تھی - جو مرزا صاحب کے خاندان کی ملکیت ہے۔ ایشر سنگھ کا بیان ہے کہ اسے قادیانیوں کی طرف سے اخراج اور قتل کی دھمکیاں دی گئیں - اس نے اس معاملہ کی رپورٹ بذات خود تھانہ میں نہیں کی - بلکہ اس نے اس کام کے لئے اپنے بھتیجے اور ایک اور آدمی کو بھیجا - مگر یہ بات ثابت نہیں کہ کوئی رپورٹ کی گئی ہو - یا کسی قابل دست اندازی معاملہ کی پولیس میں اطلاع دی گئی ہو یا کسی ملزم کا نام لیا گیا ہو - یا یہ کہ پولیس نے کوئی کارروائی نہ کی ہو - لہذا ایشر سنگھ کی شہادت سے یہ بات ثابت نہیں ہو سکتی - کہ کسی جور و ستم کے متعلق رپورٹ کی گئی ہو لیکن اسے نظر انداز کر دیا گیا ہو -

مہر دین کی مثال

مہر دین کی شہادت سے ظاہر ہوتا ہے - کہ اس نے ۱۹۲۲ء میں موجودہ خلیفہ کے خلاف سرکاری عدالت دیوانی (سینئر سب جج) سے ایک ڈگری حاصل کی تھی - اس کا بیان ہے - کہ چند احمدیوں نے اس پر ۱۹۲۵ء میں حملہ کیا تھا - اور یہ کہ حملہ آوروں کا چالان ہوا اور انہیں مجرم قرار دیا گیا - اس کا یہ بھی بیان ہے - کہ ۱۹۳۰ء میں قادیانیوں نے اسے قادیان سے نکال دیا - اور اس کی بیوی اور بچوں کو زدوکوب کیا - وہ کہتا ہے - کہ اس نے اس معاملہ کی اطلاع سپرنٹنڈنٹ پولیس کو دی - لیکن کوئی کارروائی نہ کی گئی - پھر وہ بٹالہ چلا گیا - چار ماہ بعد اسے معلوم ہوا - کہ اس کی دوکان جلا دی گئی - لیکن اسے یہ علم نہیں - کہ کس نے جلائی - پھر وہ قادیان واپس چلا گیا - جہاں وہ اب تک رہائش پذیر ہے - اس نے عدالت میں کوئی درخواست نہیں گزاری اور نہ ہی تھانہ میں کوئی شکائت کی - شہادت سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ اس معاملہ میں کسی قابل دست اندازی جرم کا ارتکاب ہوا - یا کسی ملزم کا نام لیا گیا - اس کے برعکس مہر دین کی اپنی شہادت سے واضح ہوتا ہے - کہ پولیس نے اس کی حفاظت کی اور قادیان سے بٹالہ تک اس کے ہمراہ رہی پس یہ ساری کی ساری شہادت فاضل سشن جج کے ملامت آمیز کلمات کے لئے کوئی وجہ جواز پیش نہیں کرتی

عبدالکریم کی مثال

۳۱ مارچ ۱۹۳۰ء کی رپورٹ عبدالکریم کی طرف سے کی گئی تھی - یہ شخص یعنی عبدالکریم ڈیفنس کی کہانی میں نمایاں طور پر ظاہر ہوا ہے اس کی شہادت سے ظاہر ہوتا ہے - کہ اس نے محمد امین اور موجودہ خلیفہ کے خلاف دعوٰے دائر کیا تھا - جس میں محمد امین گورنمنٹ کی عدالت کی طرف سے مجرم قرار دیا گیا تھا - دوسری درخواست خارج کر دی گئی تھی - مارچ ۱۹۳۰ء میں اسے معلوم ہوا - کہ قادیانی اس کے مکان کو جلانا چاہتے ہیں - اور یہ کہ اس طرح وہ اور مکان کے دوسرے مکین ہلاک کر دیئے جائیں گے - اس پر اس نے گھر کو چھوڑ دیا - اور ایک سکھ بورڈنگ ہاؤس میں پناہ لی - اگلی صبح پولیس گورداسپور تک اس کو اپنے ہمراہ لے گئی - جہاں اس نے سپرنٹنڈنٹ پولیس سے ملاقات کی - اس کی یہ رپورٹ ۳۱ مارچ ۱۹۳۰ء والی رپورٹ ہے - اس کے چند دن بعد اس نے سنا کہ مکان کو آگ لگا دی گئی ہے - ۲۳ اپریل کو وہ گورداسپور سے جہاں اس پر زیر دفعہ ۱۵۲ الف تعزیرات ہند مقدمہ چل رہا تھا بٹالہ واپس آ رہا تھا - کہ ایک شخص محمد علی نامی نے اس پر قاتلانہ حملہ کیا - محمد علی نے اسے زخمی کیا - اور ایک دوسرے شخص کو ہلاک کر دیا - اس پر قتل کے الزام میں مقدمہ چلایا گیا - اور جرم ثابت ہونے پر اسے پھانسی دی گئی - یہ ظاہر نہیں ہوتا - کہ ۳۱ مارچ ۱۹۳۰ء والی شکائت پر حکام کو کون سی کارروائی عمل میں لانی چاہیئے تھی - وہ شکائت کوئی قابل دست اندازی پولیس جرم ظاہر نہیں کرتی تھی - اور نہ اس میں کسی خاص کارروائی کے لئے کہا گیا تھا - نہ ہی اس میں حفاظت کا مطالبہ تھا - بایں ہمہ یہ شہادت موجود ہے - کہ پولیس نے عبدالکریم کی حفاظت کی - اور یہ کہ جب اس کے گھر کو آگ لگی - پولیس نے آگ کو بجھایا اور اس کے متعلق تحقیقات شروع کی - عبدالکریم کی وہ عرضی جس کی طرف میں ذیل میں متوجہ ہوتا ہوں - بیان کرتی ہے - کہ جب وہ قادیان چھوڑ کر چلا گیا - تو پولیس نے اس کے گھر پر محافظ مقرر کر دیئے - اس صورت حال سے حکام کے مفلوج ہونے کا کوئی اظہار نہیں ہوتا ؛

عبدالکریم کے متعلق پولیس کا رویہ

آخری شکائت تھی جس کا کہ ذکر کیا گیا ہے - عبدالکریم کی طرف سے کی گئی تھی - یہ قادیان سے چلے جانے کے بعد اور محمد علی کے ہاتھوں مجروح ہونے سے پہلے بٹالہ سے کی گئی تھی - اس میں یہ شکائت تھی - کہ اس کے دو ملازموں کو زدوکوب کیا گیا -

مباہلہ کے دفتر میں گندی تصاویر چسپاں کی گئیں۔ (مباہلہ ایک اخبار تھا۔ جو عبدالکریم نے ۱۹۲۸ء میں جاری کیا۔ جس میں مرزا صاحب احمدیوں اور ان کے مذہب کے خلاف گالیوں کے مضامین شائع کئے جاتے تھے۔) اس کے گھر کی دیواروں پر گندی تحریرات لکھی گئیں۔ مسیح قادیانی اس کے ارد گرد گھومنے اور اسے قتل کی دھمکیاں دینے لگے۔ اور یہ کہ انسپکٹر پولیس نے اپنے رویہ سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ وہ قادیانی خلیفہ کے خلاف جس نے ۲۸ مارچ کو ایک اشتعال انگیز خطبہ دیا۔ اور اپنے پیروؤں کو اسے مار دینے کے لئے اکسانے کی انتہائی کوشش کی۔ کوئی کارروائی کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اس عرضی میں آگے چل کر یہ بھی لکھا گیا۔ کہ پولیس ایک واقعہ کی تفتیش کر رہی تھی۔ جس میں قادیانیوں نے ایڈیٹر مباہلہ کو زدوکوب کیا تھا۔ پھر یہ بھی لکھا ہے۔ کہ پولیس کانسٹبل جو عبدالکریم کے گھر پر متعین کیا گیا تھا۔ ہٹا لیا گیا۔ اور تھانے میں جب شکایت کی گئی۔ تو عبدالکریم کو ہدایت دی گئی۔ کہ اخبار مباہلہ کی اشاعت بند کر دے اسی رات عبدالکریم نے سنا کہ اس کی جان اور اس کا مکان خطرے میں ہے۔ اس نے تھانے میں اطلاع کی۔ اور آخر تھانہ نے اس کے مکان پر پہرہ تعینات کر دیا۔ پھر عرضی میں یہ لکھا ہے کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے ساتھ مقام گورداسپور میں جو اس کی گفتگو ہوئی۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ قادیانیوں کی امداد اور رعایت کی طرف مائل تھا۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے عبدالکریم سے کہا۔ کہ اخبار مباہلہ کی اشاعت بند کر دے۔ اس نے یہ بھی کہا۔ کہ اگر تم نے اس کی اشاعت بند نہ کی۔ تو تمہارے مارے جانے کا خطرہ ہے۔ اور میں اس معاملہ میں کچھ نہیں کر سکونگا۔ اس کے بعد عبدالکریم کہتا ہے۔ کہ میرا مکان جلا دیا گیا۔ اور قادیانی روزانہ میرے قتل کے ریزولیوشن پاس کرتے رہے ہیں۔

یہ بات قابل نوٹ ہے۔ کہ یہ عرضی اس وقت دی گئی۔ جب خود عبدالکریم کے خلاف ۱۵۳ الف تعزیرات ہند کے ماتحت مقدمہ شروع ہو چکا تھا اور اس کے اور اس کے باپ اور بھائی اور ایڈیٹر مباہلہ کے خلاف وارنٹ جاری ہو چکے تھے شہادت سے یہ بھی ثابت ہے۔ کہ عبدالکریم کا مکان ایسی زمین پر بنا ہوا تھا جس کی ملکیت کا قادیان کے خاندان کو دعویٰ ہے۔

بالفرض اگر یہ خیال بھی کیا جائے۔ کہ اس معاملہ میں افسران پولیس اپنا فرض ادا نہیں کر رہے تھے۔ تو بھی بیان کردہ واقعات کی شہادت ایسی شہادت نہیں جس سے سشن جج کے اخذ کردہ نتائج نکالے جا سکیں۔ یعنی یہ کہ حکام مفلوج معلوم ہوتے تھے ظلم کا تدارک نہیں کیا گیا اور یہ کہ قادیان کے مزعومہ معین مظالم کی طرف توجہ نہیں کی گئی اس بات کی کوئی شہادت نہیں۔ کہ ڈپٹی کمشنر نے عرضی (ڈی - زیڈ ۳۳) پر جو اس کے نام بھیجی گئی تھی۔ کوئی کارروائی نہیں کی۔ جب حقیقت حال یہ ہے۔ تو سشن جج کے لئے قطعاً مناسب نہیں تھا۔ کہ حکام کو جن کے خلاف اس معاملہ میں کوئی الزام زیر تحقیق نہیں تھا۔ بغیر صفائی کا موقعہ دینے اور ملزم کی شہادت کو غلط ثابت کرنے کے اس طرح مطعون کرے۔ یہ طریق انصاف پر مبنی نہیں ہے۔

اتنا کہنے کے بعد میں ضروری نہیں سمجھتا۔ کہ اس حصہ کو جس کے حذف کرنے کی حکومت نے درخواست کی ہے۔ حذف کیا جائے یہ بالکل سچ ہے۔ کہ جج نے یونہی بلا وجہ اپنا راستہ چھوڑ کر ایک ایسے فریق کے خلاف نکتہ چینی کی ہے۔ جو فریق مقدمہ نہ تھا اور جب شہادت کو دیکھا جاتا ہے۔ تو وہ بھی ان نتائج کے ثبوت کیلئے بالکل ناکافی ثابت ہوتی ہے لیکن یہی اخذ کردہ نتائج جج کے اس فیصلہ کی بنا ہیں۔ کہ ملزم کے ساتھ نرمی سے سلوک کیا جائے۔ اور یہ اس کے فیصلہ کے اہم حصے ہیں۔ گو میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ قادیانیوں کا اپنے جھگڑوں کے فیصلہ کے لئے پنچائتیں بنانا یا اپنے جائز مقاصد کے لئے والنٹیرز کو رکھانا اس مقدمہ میں کس طرح مجرم کے جرم کو کم کرنے والا سمجھا جا سکتا ہے۔ میری رائے میں اس موقعہ پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اس بارے میں ایسی شہادت جو یہ ظاہر کرے۔ کہ حکام نے قادیان میں قادیانیوں کے مظالم کے معاملہ میں ڈھیل دے رکھی تھی۔ غیر متعلق شہادت نہیں سمجھی جانی چاہیئے۔ ان فقرات سے جن کے حذف کئے جانے کی درخواست کی گئی ہے۔ فاضل سشن جج کی اس ذہنی کیفیت پر روشنی پڑتی ہے جس سے اس نے مقدمہ میں غور کیا ہے

اور یہ شک جو فیصلے کے بہت سے دوسرے حصوں کی زبان پیدا کرتی ہے کہ اس مقدمہ میں شہادت کا صحیح موازنہ نہیں کیا گیا۔ مسل کے مطالعہ سے کم نہیں ہوتا۔ لیکن چونکہ کسی خاص فرد پر خاص طور پر حرف گیری نہیں کی گئی اور یہ باور نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اس قسم کا فیصلہ حقیقۃً حکام کو کوئی معقول نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس لئے میں اس عبارت کا قلمزن کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔

مقدمہ کی مزید تحقیقات کی ضرورت نہیں

تیسری اور آخری عبارت جسے سرکاری وکیل قلمزن کرانا چاہتا ہے۔ فیصلہ کے آخر کے مندرجہ ذیل الفاظ ہیں "یہ جرم ایک اصطلاحی جرم ہے" لیکن سشن جج کی اس رائے کی صحت کہ سید عطاء اللہ شاہ کا جرم کس حد تک جرم ہے۔ اب زیر بحث نہیں آ سکتی یہ صحیح ہے کہ **یہ عبارت فیصلہ کی دوسری عبارتوں کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتی** لیکن یہ امر اس بات کی کوئی کافی وجہ نہیں۔ کہ اس کو حذف کر دیا جائے۔ میں یہ بھی ضروری نہیں سمجھتا کہ اس مقدمہ کو مزید تحقیقات کے لئے دوبارہ واپس بھیجا جائے جیسا کہ عرضی میں درخواست کی گئی ہے۔ **چیف سیکرٹری کا حلفیہ بیان اس فیصلہ کے بے بنیاد نتائج کو غلط قرار دیتا ہے۔** اور مزید کارروائی عدالتی طریقہ کار کے مزید ناجائز استعمال کو روکنے کی کوئی امید پیدا نہیں کرتی

حضرت مرزا شریف احمد صاحب کی درخواست پر بحث

اب میں کیپٹن مرزا شریف احمد صاحب کی درخواست کو لیتا ہوں جنکی طرف سے مختلف وجوہ کی بنا پر اٹھارہ عبارتوں کے قلمزن کرنیکی درخواست پیش کی گئی ہے۔

پہلے تین فقرات

مجھے پہلی تین عبارتوں کے جن کو عرضی میں ا۔ب اور ج کر کے لکھا گیا ہے۔ قلمزن کرنیکی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ کیونکہ وہ تاریخی واقعات کے ایک سادہ اور ثابت شدہ بیان پر مشتمل ہیں۔

چوتھی عبارت

چوتھی عبارت یوں ہے:۔ "قدرتی طور پر کچھ مخالفت ہوئی۔ اور مسلمانوں کی اکثریت نے جماعت احمدیہ کے بانی کے تحکمانہ انداز میں اپنے آپ کو دوسروں پر مذہبی رنگ میں بالا و فائق سمجھنے کو برا منایا کافر ہونے کا الزام جو مرزا نے اپنے منکرین پر لگایا۔ اس کی اس بدعتی مذہب کو نہ ماننے والوں نے بڑی سختی سے مدافعت کی۔ لیکن قادیانی ان بیرونی نکتہ چینیوں کو بالکل خیال میں نہ لائے۔ اور اپنے شہر کی محفوظ فضا میں جتنا ہو سکا پھولے پھلے۔ ان کی اس نسبتی محفوظ پوزیشن نے ان کے اندر تکبر پیدا کر دیا۔ جو استکبار و استعلا کی حد تک پہنچ گیا۔ اپنے عقائد کو منوانے اور اپنی جماعت کو ترقی دینے کے لئے وہ ایسے ہتھیار برتنے لگے کہ عموماً نہایت ناپسندیدہ سمجھے جاتے ہیں۔ جو لوگ ان میں شامل ہونے سے انکار کرتے۔ یہ انہیں نہ صرف بائیکاٹ اور اخراج بلکہ اس سے بھی سخت تر چیزوں کی دھمکیاں دے کر ڈراتے۔ اور بسا اوقات ان دھمکیوں کو عملی جامہ پہنا کر بھی اپنی تبلیغ کی تائید کرتے۔ قادیان میں ایک والنٹیر کور بھی بنایا گیا جس کا مقصد غالباً اپنے فیصلہ جات و احکام کا اجراء تھا" **سشن جج کی مندرجہ بالا عبارت کے پہلے جملے میں "استکبار و استعلاء" کے لفظ کا استعمال اس سارے فیصلہ کی زبان کے انداز کے مطابق ہے جو جج نے اس فیصلہ میں استعمال کی ہے** لیکن اسکے قلمزن کرنیکی کوئی خاص وزنی وجہ موجود نہیں۔ دوسرے جملہ میں لفظ "بدعتی" قابل اعتراض ہے اور اس سے قادیانی مذہب کے پیرؤوں کی دلآزاری ہوتی ہے۔ گو یہ ممکن ہے کہ جج نے اس لفظ کو استہزاء کے رنگ میں استعمال نہ کیا ہو مگر جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے۔ قادیانی یا کسی اور مذہبی فرقہ کے حالات و عقائد کا سوال عدالت کے سامنے نہ تھا۔ اور یہ باتیں اس مقدمے کے مقاصد کیلئے بالکل غیر متعلق تھیں تمام الہامی مذاہب ایک وقت بدعتی رہتے ہیں۔ پس میں لفظ "بدعتی" کو فیصلے سے خارج کرتا ہوں اگلے الفاظ جن پر اعتراض کیا گیا ہے۔ یہ ہیں "اس نسبتی حفاظت کی پوزیشن نے قادیانیوں میں استعلاء کی حد تک تکبر پیدا کر دیا" یہ بیان بہ حیثیت مجموعی مسل کی زبانی اور تحریری شہادت پر مبنی ہے اور اگرچہ یہ بہت بہتر ہوتا۔ **کہ زبان حد اعتدال کے اندر رکھی جاتی اور حقیقۃً یہ تمام جملہ ہی غیر ضروری ہے** لیکن اسکے قلمزن کرنیکی صحیح وجوہات مجھے نظر نہیں آئیں۔ قادیانیوں کے رویہ اور سلوک کے متعلق گواہی میں ذکر ہے سشن جج نے ملزم کی سزا میں کمی کی جائز وجہ سمجھی ہے۔

آیا جج اس خیال میں حق بجانب تھا یا نہیں یہ ایک ایسا سوال ہے۔ جو موجودہ نوعیت کی درخواست میں نہیں اٹھایا جا سکتا۔ فاضل جج کے اس خیال کی تائید میں کہ دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند کے مجرم کے لئے جائز ہے۔ کہ جن بیانات کی بنا پر اس پر مقدمہ چلایا گیا ہو۔ ان کے متعلق اپنی اصلی نیت ظاہر کرنے کے لئے اور سزا میں کمی کرانے کی خاطر اپنے بیانات کے سچے ہونے کو بطور عذر پیش کرے۔ اس ہائی کورٹ کی کم از کم ایک نظیر ضرور موجود ہے۔ حکومت بخلاف راجپال (انڈین لا رپورٹس ۷ لاہور ۱۵) خود دفعہ ۱۵۳ الف کی تشریح کا بھی یہی مطلب معلوم ہوتا ہے۔ اور اس خیال کی تائید میں کوئی حوالہ نہیں پیش کیا گیا۔ کہ اس دفعہ کے ماتحت مقدمات میں دل آزار الفاظ کی سچائی کی شہادت امر متعلق نہیں ہے اس لئے میں اس موقعہ پر یہ کہنے کو تیار نہیں ہوں کہ مجسٹریٹ نے ایسی گواہی کے طلب کرنے کی اجازت دے کر جو مدعا علیہ کی تقریر کے بیانات کی سچائی ثابت کر سکے۔ غلطی کی ہے۔ اور یہ کہ اس وجہ سے سشن جج نے جو نتیجہ اس گواہی سے نکالا ہے۔ اسے غیر متعلق سمجھا جانا چاہیئے۔ لیکن دوسری طرف اس میں بھی کوئی شک نہیں۔ کہ ایسی گواہی کو مقدمہ سے امر متعلق قرار دینے کے لئے اس واقعہ کا جو تقریر کی تائید میں پیش کیا گیا ہو۔ اور اس فعل کا جس کی وجہ سے مقدمہ چلایا گیا ہو۔ آپس میں قریب کا تعلق ہونا چاہیئے۔ اگر گواہی کسی ایسے واقعہ کے ثبوت میں پیش کی گئی ہو۔ جو کہ بیان کردہ جرم کے حالات سے بالکل بے تعلق ہو۔ وہ اگر درست ثابت ہو۔ تو بھی یہ ظاہر نہیں کر سکتی۔ کہ ملزم کا فعل دیانتدارانہ تھا۔ یا اسے اشتعال دلایا گیا۔ یا وہ اپنے فعل کے لئے کوئی عذر رکھتا تھا۔ پس ایسی گواہی یقیناً غیر متعلق ہے۔ اور ایسی شہادت کی بنا پر جو ریمارکس کئے گئے ہوں۔ ان کا بحال رکھنا۔ جبکہ وہ کسی شخص کے خلاف اثر ڈالتے ہوں۔ یا کسی اور لحاظ سے دل آزار اور غیر ضروری ہوں۔ یہ عدالتی کارروائی کا ایسا برا استعمال ہے۔ جوان کے تلمزن کرنے کو جائز کر دیتا ہے۔

اب میں ان الفاظ کو لیتا ہوں۔ کہ "اپنے عقائد کو منوانے اور اپنی جماعت کو ترقی دینے کے انہوں نے (یعنی احمدیوں نے الفضل) ایسے ہتھیار استعمال کئے۔ جو کہ عموماً نہایت ناپسندیدہ سمجھے جاتے ہیں۔ جو لوگ ان میں شامل ہونے سے انکار کرتے۔ یہ انہیں نہ صرف بائیکاٹ اور اخراج بلکہ اس سے بھی سخت ترچیزوں کی دھمکیاں دے کر ڈراتے۔ بلکہ بسا اوقات ان دھمکیوں کو عملی جامہ پہنا کر بھی اپنی تبلیغ کی تائید کرتے قادیان میں ایک والنٹیر کور بھی بنایا گیا۔ جس کا مقصد غالباً اپنے فیصلہ جات و احکام کا اجراء تھا" سشن جج کے یہ الفاظ **واقعات کا بالکل صحیح بیان نہیں ہیں اس بات کی کوئی شہادت نہیں۔ کہ سوائے ان لوگوں کے جو جماعت کو چھوڑ گئے ہوں۔ یا ان سے لڑے ہوں اور کسی کو اس وجہ سے کہ وہ کیوں فاؤنڈ یونین میں شامل نہیں ہوتا۔ ڈرایا دھمکایا گیا ہو۔** اس امر کی کافی شہادت ہے۔ اور خود مرزا صاحب کے بیان سے اسکی تصدیق ہوتی ہے کہ جو اشخاص جماعت کی نظر میں قابل اعتراض ہوگئے ہوں۔ ان سے قطع تعلق کر لیا گیا۔ یا تمدنی رنگ میں قادیان سے چلے جانے کے لئے ان پر دباؤ ڈالا گیا۔ لیکن اس معاملہ میں یہ نتیجہ نکالنے کے لئے بہت کم وجہ موجود ہے۔ کہ ایسے لوگوں کے متعلق کوئی خلاف قانون دباؤ ڈالا گیا ہو۔ سخت ترچیز کی دھمکی کے متعلق عبدالکریم کی گواہی ہے۔ کہ اسے قتل کی دھمکی دی گئی فاضل سشن جج نے اسے باور کر لیا ہے جس نے والنٹیر کور کے متعلق شہادت کا پہلے بھی ذکر کیا ہے۔ کور تو تھی لیکن اس بات کی کوئی شہادت نہیں۔ کہ وہ خلاف قانون طور پر استعمال کی گئی ہو اور یہ ریمارک **بالکل بے بنیاد ہے کہ غالباً یہ کور فیصلہ جات و احکام کے اجراء کے لئے قائم کی گئی تھی۔** میرے نزدیک اس عبارت کا قائم رکھنا ضروری نہیں۔

پانچویں اور چھٹی عبارت

پانچویں اور چھٹی عبارت میں جو ریمارکس کئے گئے ہیں۔ وہ شہادت پر مبنی ہیں۔ یہ ثابت ہے جیسا کہ میں پہلے بیان کر آیا ہوں۔ کہ قادیان کی عدالتوں میں دیوانی اور فوجداری ہر دو قسم کے مقدمات فیصل کئے جاتے ہیں۔ سزائیں دیجاتی ہیں اور ڈگریاں جاری کی جاتی ہیں لیکن یہ نہیں ثابت کیا گیا۔ **کہ یہ فعل خلاف قانون صورت میں کیا جاتا تھا۔** یا یہ کہ ان عدالتوں میں غیر قادیانیوں کے جھگڑے فیصل کئے جاتے ہیں۔ **یہ سمجھنا مشکل ہے کہ ان باتوں میں فاضل جج کو سزا میں تخفیف کرنے کی وجہ کیونکر نظر آگئی۔**

یہ امر واقعہ ہے۔ کہ انہیں ایسی وجہ نظر آئی ہے۔ اس لئے یہ قصہ یہیں ختم ہو جاتا ہے۔ عبارت ایف ۱۱ اور ایف ۱۲ قلمزن کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔

ساتویں عبارت

عبارت (جی) مندرجہ ذیل ہے:۔

"بھگت سنگھ گواہ صفائی ۲۹ نے بیان کیا کہ مجھ پر مرزائیوں نے حملہ کیا۔ ایک شخص شاہ غریب نام قادیانیوں کے ہاتھوں پیٹا گیا۔ اور جب اس نے مقدمہ چلانا چاہا۔ تو کوئی اس کی گواہی دینے کے لئے تیار نہ ہوا" ان الفاظ کے متعلق یہ کہا گیا ہے۔ کہ فاضل سشن جج نے انفرادی واقعات کو غلط طور پر تمام قوم کے سر تھوپا ہے۔ اور یہ کہ غریب شاہ کے متعلق شہادت اس بیان کی تصدیق نہیں کرتی بھگت سنگھ کی شہادت یہ ہے۔ کہ مجھے ایک احمدی مبلغ اور بعض دوسرے لوگوں نے ایک اور احمدی مبلغ کے ساتھ جھگڑنے پر مارا تھا۔ اب یہ بالکل ممکن ہے۔ کہ اسے جائز طور پر مارا گیا ہو۔ غریب شاہ کے متعلق شہادت یہ ہے۔ کہ وہ احراریوں کا مبلغ تھا۔ اور یہ کہ ایک دفعہ احمدیوں نے اسے مارا (بیان فیروز دین ہیڈ کانسٹیبل قادیان گواہ صفائی ۶) اور پچاس ساٹھ آدمیوں نے اسے پیٹنے کی دھمکی دی۔ مجھے اس بات کی کوئی شہادت نہیں ملی۔ کہ اس کے حق میں گواہی دینے کے لئے کوئی تیار نہ ہوتا تھا۔ لیکن اس عبارت کے قلمزن کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں کیونکہ یہ بیان کسی کے حق میں نقصان دہ نہیں ہو سکتا۔

آٹھویں عبارت

اگلی عبارت زیر اعتراض (جی-۱) یہ ہے۔

"عدالت کی ڈگریوں کا اجرا کیا جاتا ہے اور ایک مثال ایسی بھی موجود ہے جہاں ڈگری کے اجرا میں ایک مکان نیلام کیا گیا۔ اشٹام کے کاغذات جج کے طور پر قادیان میں بنائے جاتے اور فروخت کئے جاتے ہیں۔ اور مرزا کو جو درخواستیں دی جاتی ہیں۔ اس میں استعمال کئے جاتے ہیں"

اس بات کی شہادت موجود ہے۔ کہ ایک ڈگری کے دیئے جانے کے بعد ایک مکان فروخت کیا گیا اگرچہ یہ امر واضح نہیں۔ کہ فروخت جبراً کرائی گئی۔ خود ساختہ اشٹام بنایا گیا تھا لیکن اب اسے ترک کیا جا چکا ہے۔ درخواست کنندہ کیپٹن مرزا شریف احمد صاحب کا بیان ہے۔ کہ یہ کاغذ پریذیڈنٹ لوکل انجمن قادیان کے سامنے پیش ہونے کے لئے تھا۔ نہ کہ مرزا صاحب کے سامنے پیش کئے جانے کے لئے۔ لیکن چونکہ مرزا صاحب بعض مقدمات میں آخری عدالت اپیل ہیں۔ اس لئے مجھے ان الفاظ کے حذف کرنے کی وجہ نظر نہیں آتی۔

نویں۔ دسویں عبارت

اگلی دو عبارتیں (اچ-اور-آئی) جن کے حذف کرنے کی عدالت سے درخواست کی گئی ہے۔ مندرجہ ذیل ہیں (۱) "علاوہ ازیں سب سے سنگین معاملہ عبدالکریم کا ہے۔ جس کی داستان حقیقتاً ایک داستانِ درد ہے۔ اس شخص نے احمدی مذہب قبول کیا۔ اور قادیان چلا گیا۔ وہاں اس کے دل میں مذہبی شکوک و شبہات پیدا ہوئے۔ اور اس نے احمدیہ مذہب ترک کر دیا۔ تب اس پر ستم رانی کی ابتدا ہوئی۔ اس نے ایک اخبار "مباہلہ" نامی جاری کیا۔ جس کا مقصد جماعت احمدیہ کے مذہب پر تنقید کرنا تھا۔ مرزا نے ایک تقریر میں جو اگزیبٹ ڈی زیڈ ۲۹ میں رپورٹ کی گئی ہے۔ اخبار "مباہلہ" والوں کی موت کی پیشگوئی کی۔ اور پھر ان کے قتل کی تدبیر کو تکمیل تک پہونچایا۔ اس تقریر میں ان لوگوں کا ذکر ہے۔ جو اپنے مذہب کی خاطر قتل کرنے کو بھی تیار ہو جاتے ہیں۔ اس کے جلد بعد عبدالکریم پر قاتلانہ حملہ کیا گیا۔ لیکن وہ بچ گیا"

۲- قاضی محمد علی صاحب کے "پھانسی کے حکم کا اجراء ہوا۔ اور پھانسی پانے کے بعد اس کی لاش قادیان پہونچائی گئی۔ اور بڑی دھوم دھام سے اسے اس جگہ دفن کیا گیا جس کو بہشتی مقبرہ یعنی بہشتیوں کا قبرستان کہا جاتا ہے۔ "الفضل" اخبار میں جو احمدیہ جماعت کا آرگن ہے۔ اس قتل کی تعریف اور قاتل کی مدح سرائی کی گئی۔ یہ لکھا گیا۔ کہ قاتل مجرم نہ تھا۔ اور وہ پھانسی پانے سے پہلے فوت ہو کر پھانسی کی رسوائی سے بچ گیا تھا۔ خدا نے اپنے عدل و انصاف کے تقاضے سے اس بات کو بہتر سمجھا۔ کہ پھانسی کی ذلت سے پہلے ہی اس کی روح قبض کر لے جب عدالت میں مرزا کا اس معاملہ کے متعلق بیان لیا گیا۔ تو اس نے بالکل مختلف کہانی بیان کی۔ اور کہا۔ کہ محمد حسین کے قاتل کو باعزت طریق پر اس لئے دفن کیا گیا کہ اس نے اپنے جرم پر اظہار ندامت کیا تھا۔ اور اس طرح گناہ سے بری ہو چکا تھا۔ لیکن دستاویز ڈی زیڈ ۴۲ اس کی تردید کرتی ہے۔ اور مرزا کی نیت اور اس معاملہ میں اس کا رویہ اس کے اس اظہار رائے سے ظاہر ہے۔ جو کاغذ شامل مسل ڈی زیڈ ۴۲ میں درج ہے ضمنی طور پر میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اس دستاویز کے مضمون سے لاہور ہائیکورٹ کی توہین متصور ہوتی ہے"

عبدالکریم اور اس کے قصے کا ذکر پہلے بھی کیا گیا ہے۔ یہ سچ ہے۔ کہ اس کی داستان ایک داستانِ درد ہے۔ لیکن یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس کا اپنا رویہ ہی ایک حد تک اس کی تکالیف کا موجب ہوا ہے۔ شہادت کا بیان ہے۔ کہ وہ احمدی تھا۔ اور ۱۹۱۴ء میں قادیان جا کر آباد ہو گیا تھا۔ ۱۹۱۴ء میں اس نے قادیانی مذہب ترک کر دیا۔ اور چودہ سال بعد اخبار مباہلہ جاری کیا (اس جگہ اعداد کی غلطی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ عبدالکریم ۱۹۲۸ء میں احمدیت سے منحرف ہوا۔ اور اسی سال اس نے اخبار مباہلہ جاری کیا تھا۔ "الفضل") جس میں اس نے قادیانیوں کے خلاف مضامین لکھے۔ قادیان (جو مرزا صاحب کے خاندان کی ملکیت ہے جیسا کہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے) کے حالات اس کے لئے ایسے دشوار کر دیئے گئے۔ کہ مارچ ۱۹۳۰ء میں وہ اپنے گھر سے نکلا اور ایک رات خالصہ بورڈنگ ہاؤس کی پناہ میں رہ کر زیر حفاظت پولیس گورداسپور پہونچایا گیا۔ ۲۸ مارچ ۱۹۳۰ء کو خلیفہ نے ایک خطبہ پڑھا (ڈی زیڈ ۳۹) جس میں بعض "منافقین" کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ "وہ جماعت سے نکل کر خصوصیت سے میرے خلاف ناپاک پراپیگنڈا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے انہیں ایمانی موت دیدی۔ جسمانی باقی ہے۔ وہ بھی انشاء اللہ آسمانی عذابوں کے ساتھ ہو گی"

یہ خطبہ یکم اپریل ۱۹۳۰ء کے "الفضل" میں چھپا۔ جو ایک قادیانی اخبار ہے۔ اور صدر انجمن احمدیہ قادیان اس کی مالک ہے۔ ۲۳ اپریل کو جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ عبدالکریم پر محمد علی نے حملہ کیا۔ اور اس حملہ میں ایک اور شخص محمد حسین کو مار دیا۔ یہ محمد حسین عبدالکریم کا اس مقدمے میں ضامن تھا۔ جو اس پر دفعہ ۱۵۳ الف تعزیرات ہند کے ماتحت چلایا جا رہا تھا۔ محمد علی کے پھانسی پانے کے بعد اس کی نعش قادیان لائی گئی۔ اور اسے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی عزت دی گئی۔ مرزا صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور ایک خطبہ پڑھا۔ (اگزیبٹ ڈی زیڈ ۴۰) جو ۱۸ جولائی ۱۹۳۱ء کے الفضل میں بعنوان "قاضی صاحب نے کسی کو قتل نہیں کیا۔ قاضی صاحب کیوں تعریف کے مستحق ہیں" شائع ہوا۔ قاضی صاحب سے مراد محمد علی ہے۔ اس خطبہ میں قتل کے فعل کی تعریف نہیں کی گئی تھی۔ البتہ اس بنا پر محمد علی کی ضرور تعریف کی گئی تھی۔ کہ اس نے سچ کی خاطر اپنی جان قربان کر دینے میں مذہبی جوش کا اظہار کیا۔ یعنی وہ اس وجہ سے کہ اس نے سچ بولا اور اسی پر قائم رہا۔ اس خطبہ میں ایک جگہ پر ہائی کورٹ کے محمد علی کی سزائے موت کو برقرار رکھنے کا ان الفاظ میں ذکر کیا گیا۔ "عدالت کے فیصلہ کے ہم پابند نہیں۔ اس نے اپنا کام کیا۔ اور اپنی رائے کے مطابق انہیں پھانسی دے دیا۔ مگر ہم اس کے فیصلہ کو صحیح ماننے کے لئے پابند نہیں ہیں۔ اس نے اپنے فیصلہ کی بنیاد اپنے نقطہ نگاہ پر رکھی۔ وہ ان کی سچائی سے اس طرح واقف نہ تھی۔ جس طرح ہم واقف ہیں۔۔۔۔۔۔"

۶ جون ۱۹۳۱ء کے الفضل میں مولوی شیر علی کا بھی ۲۲ مئی ۱۹۳۱ء کا خطبہ شائع ہوا ہے۔ خطبہ میں محمد علی کی اس وجہ سے تعریف کی گئی ہے۔ کہ انہوں نے مقدمہ کے دوران میں سچ بولا۔ اور سچائی پر مضبوطی سے قائم رہے۔ اور اس طرح قیامت تک ایک اچھی مثال قائم کر دی۔ اس خطبہ میں اس بات کے یقین کے لئے کہ قاضی محمد علی کی روح پھانسی دیئے جانے سے قبل ہی پرواز کر چکی تھی۔ دلائل بھی دیئے گئے ہیں:۔

میرے نزدیک فقرات ایچ اور آئی کو سالم صورت میں قلمزن کرنے کے لئے کوئی کافی وجہ نہیں ہے۔ **لیکن یہ کہنا بالکل بے بنیاد ہے کہ خلیفہ نے اخبار مباہلہ کے ناشرین کی ہلاکت کی تدبیر کو تکمیل تک پہنچایا۔** محمد حسین کے قتل کے جرم میں محمد علی پھانسی دیا جا چکا ہے۔ **مسل سے قطعاً یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ خلیفہ پر قتل کا الزام لگایا گیا ہو یا کہ مقتول کی ہلاکت ان کے ارادہ سے عمل میں آئی ہو۔** قاتل صوبہ سرحد کا باشندہ تھا۔ خلیفہ نے اپنی شہادت میں واضح کر دیا تھا۔ کہ محمد حسین کے قتل میں احمدیہ جماعت کا کوئی دخل نہ تھا۔

لفظ "encompassed" یعنی کہ خلیفہ صاحب نے قتل کی تدبیر کو تکمیل تک پہنچایا مرزا صاحب کو بغیر کسی تحقیق کے مورد الزام بناتا ہے لہذا میں اس لفظ کے خارج کئے جانے کا فیصلہ کرتا ہوں۔

گیارھویں عبارت

فقرہ (کے) یہ ہے۔ کہ محمد امین اگرچہ احمدی تھا لیکن وہ مرزا کا مورد عتاب ہو چکا تھا۔ اور اس لئے نظروں سے گر گیا"۔ یہ فقرہ اس بنا پر قابل اعتراض ٹھیرایا گیا ہے کہ شہادت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ محمد امین جو قادیانی مبلغ تھا۔ ملازمت سے اس وجہ سے برطرف نہیں کیا گیا تھا کہ وہ مرزا صاحب کی ناراضگی کا موجب ہو گیا تھا۔ بلکہ فتح محمد (پی۔ ڈبلیو ۲) نے اس کے رویہ کو خلاف دیانت پا کر اسے برطرف کر دیا تھا اس بات کی کوئی بلا واسطہ شہادت نہیں کہ مرزا صاحب محمد امین کو ناپسند کرتے تھے۔ مرزا صاحب سے ان کے اور محمد امین کے باہمی تعلقات کے متعلق (شہادت کے موقع پر الفضل) کوئی سوالات نہیں کئے گئے مگر چونکہ فیصلہ کا یہ حصہ جسے قابل اعتراض قرار دیا گیا ہے۔ ایک ایسا استدلال ہے۔ جو شہادت کے ظاہر ہونے والے واقعات سے معقول طور پر اخذ کیا جا سکتا ہے۔ اس لئے یہ فقرہ قائم رہنا چاہیئے۔

بارھواں فقرہ

اگلا فقرہ جس کا درخواست میں نمبر (۱) میں ذکر کیا گیا ہے مندرجہ ذیل ہے۔ "عبد الکریم کو قادیان سے نکال دیا گیا اور اس کا مکان جلا دیا گیا۔ اس مکان کو قادیان کی سمال ٹاؤن کمیٹی سے حکم حاصل کر کے نیم قانونی طریق سے گرانے کی کوشش بھی کی گئی۔ یہ افسوسناک واقعات ظاہر کرتے ہیں۔ کہ قادیان میں ایک لاقانونی کی حالت تھی جس میں آتشزنی اور قتل تک ہوتے تھے۔ مزید برآں یہ بات تھی۔ کہ مرزائے قادیانی نے کروڑوں مسلمانوں کو جو اس کی ارفع حیثیت پر ایمان نہیں لاتے تھے۔ شدید دشنام دہی کا نشانہ بنایا تھا۔ اس کی تصنیفات ایک ایسے مقدس وارفع مذہبی بزرگ کے اخلاق وآداب کی انوکھی تفسیر ہیں۔ جو فقط نبوت کا ہی دعویٰ نہیں کرتا بلکہ خدا کا برگزیدہ مسیح ثانی ہونے کا بھی مدعی ہے۔" میں عبد الکریم کے معاملہ میں قبل ازیں بھی کچھ تفصیل کے ساتھ بیان کر چکا ہوں۔ درخواست کنندہ کی جانب سے یہ بات پیش کی گئی ہے۔ کہ ریکارڈ سے ان ریمارکس کی کوئی تائید نہیں ہوتی جو بالکل غیر صحیح ہیں اور واقعات کو بگاڑ کر قائم کئے گئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ عبد الکریم کا کوئی اپنا مکان قادیان میں نہیں تھا۔ اور اسے نکالا نہیں گیا۔ اور سمال ٹاؤن کمیٹی کی کارروائی صحیح اور مطابق قانون تھی۔ اور مکان اس وجہ سے گرایا گیا کہ وہ نہایت خستہ حالت میں تھا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عبد الکریم قادیان سے اس واسطے چلا گیا تھا کہ اسے اپنی جان کا خوف تھا۔ یہ بات شہادت میں موجود ہے کہ جب ٹاؤن کمیٹی نے مکان کی شکستہ حالت کے متعلق اسے نوٹس دیا۔ تو اس نے مکان کا ایک فوٹو اتار کر ایک درخواست کے ساتھ سمال ٹاؤن کمیٹی کے سامنے پیش کیا اور انجام کار مکان کو نوٹس کے منشا کے مطابق گرایا نہیں گیا۔ بلکہ عبد الکریم کے قادیان سے چلے جانے کے بعد مکان آگ کا شکار ہوا۔ ۱۹۳۳ء میں درخواست گزار مرزا شریف احمد صاحب نے جو محکمہ تعلیم کے نائب ناظر ہیں اس پر قبضہ کر لیا۔ گواہ ملزم کی حیثیت میں انکا بیان یہ تھا۔ کہ وہ جگہ شاملات دیہہ کے اندر واقع ہے اور یہ زمین مالکان قادیان کی ہے۔ جن کی طرف سے عبد الکریم کے باپ کو اس پر مکان بنانے کی اجازت دی گئی تھی۔ ۱۹۳۰ء میں عبد الکریم کا باپ فضل کریم مکان چھوڑ کر چلا گیا۔ اور ۱۹۳۳ء میں جب مرزا شریف احمد نے اس پر قبضہ کیا اس وقت صرف ملبہ اور ایک یا دو دیواریں موجود تھیں۔ مرزا شریف احمد کے مختار نے یہ دیواریں گرا دیں۔ اور پھر یہ جگہ لوکل انجمن کو دیدی گئی۔

اس شہادت اور دوسری شہادت سے جس کا میں نے اس فیصلہ میں ذکر کیا ہے فاضل سشن جج نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔

کہ قادیان میں ایک بے قانونی کی حالت تھی جس میں قتل اور آتش زنی کی کیفیت رائج تھی۔ مگر ایسا نتیجہ نکالنا شائد ایک ناواجب دلیری اور جسارت کا فعل ہے۔ عبدالکریم کے گھر کے علاوہ ایک اور عمارت کے متعلق بھی کہا گیا ہے۔ کہ اسے قادیانیوں نے جلا دیا۔ محمد امین کے متعلق یہ ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ اسے مارنے میں شیخ محمد قتل کا مرتکب ہوا محمد علی کے ہاتھوں محمد حسین کے قتل۔ اور عبدالکریم کے مجروح ہونے کا حادثہ قادیان میں نہیں ہوا۔ اگرچہ کوئی اور جج شہادت سے ایسا نتیجہ نکالنا جائز سمجھتا۔ لیکن میں یہ نہیں سمجھتا۔ کہ اس نتیجہ کے اخذ کرنے کے لئے مسل پر کوئی شہادت موجود نہیں۔ دونوں فریقوں کے وکلاء نے میرے سامنے اس امر کا اعتراف کیا ہے۔ کہ اس بات کی شہادت موجود ہے۔ کہ مرزا غلام احمد نے اپنی تحریروں میں ان لوگوں کے متعلق جو ان کے مذہبی عقائد سے اختلاف رکھتے تھے۔ سخت الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور اپنے مخالفین کو برا بھلا کہا ہے۔ اور ان کی تحریروں پر حرف گیری کی ہے۔ لیکن جس فقرہ کو قابل اعتراض قرار دیا گیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے "کروڑوں مسلمانوں کو جو ان کی بالا حیثیت پر ایمان نہیں رکھتے شدید دشنام طرازی کا نشانہ بنایا تھا" کیونکہ مرزا صاحب کا حملہ تمام مسلمانوں پر نہیں تھا۔ بلکہ ان کے خاص ذاتی (یعنی ذاتی حملہ کرنے والے۔ الفضل) دشمنوں پر تھا لیکن اس بات سے انکار نہیں کیا گیا۔ کہ یہ خاص دشمن پرانے عقیدہ کے (غیر احمدی) مسلمان تھے۔ دوسری طرف یہ بات بھی ہے۔ کہ مرزا صاحب کا تیس چالیس یا پچاس سال قبل کا کوئی قول یا فعل کسی امکانی رنگ میں ۱۹۳۳ء میں قادیانیوں اور احرار کے درمیان منافرت پھیلانے کے لیئے وجہ اشتعال نہیں ہو سکتا۔ اور اس لیئے وہ شہادت جس پر سشن جج نے اپنے ریمارک کی بنیاد رکھی ہے اس مقدمہ کے لحاظ سے ایک غیر متعلق امر ہے۔ اور اس عبارت کے آخری دو فقرات غیر متعلق۔ غیر ضروری اور دل آزار ہیں۔ اور میں انہیں حذف کر دینے کا حکم دیتا ہوں۔ بقیہ حصہ قائم رہے گا۔

تیرھواں فقرہ

اگلا پیرہ ایل (L) ہے جسے حذف کرانے کے لیئے کہا گیا ہے۔ حسب ذیل ہے:۔

"قادیانیوں نے قدرتی طور پر اس اقدام کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا۔ اور انہوں نے کانفرنس کے انعقاد کو روکنے کے لیئے دلیرانہ کوشش کی۔ احرار کانفرنس کے انعقاد کے لیئے ایک شخص ایشر سنگھ کی زمین حاصل کی گئی تھی۔ قادیانیوں نے اس زمین پر قبضہ کر لیا۔ اور اس پر دیوار کھینچ دی۔ اس طرح احرار اس ایک ہی قطعہ زمین سے محروم کر دیئے گئے۔ جو ان کو قادیان میں مل سکتا تھا۔ اور اس لیئے وہ مجبور ہو گئے۔ کہ قادیان سے ایک میل کے فاصلہ پر ایک جگہ اپنا اجلاس کریں۔ دیوار کا بنایا جانا ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس وقت فریقین میں تعلقات کس قدر کشیدہ تھے اور مرزائیوں کا استعلاء کس حد تک پہنچ گیا تھا کہ وہ اپنی دست درازی کے قانونی انجام سے اپنے آپ کو محفوظ و مامون سمجھتے تھے۔"

اس عبارت کے الفاظ اگرچہ اس کیفیت کی پوری پوری وضاحت کئے دیتے ہیں جس سے فاضل سشن جج نے اس مقدمہ کو دیکھا ہے لیکن وہ ایسے نہیں ہیں۔ کہ انہیں اس وجہ سے حذف کیا جائے۔ کہ ان کا قائم رہنا عدالتی کارروائی کا غلط استعمال ہے۔

چودھواں فقرہ

اگلے فقرہ م (M) کے الفاظ حذف کرنے کا حکم دینے میں مجھے قطعاً کوئی تامل نہیں ہے۔ اس بات کا کہ قادیانی مذہب کے بانی کیا کھاتے اور پیتے تھے۔ اس مقدمہ میں اس سوال کے ساتھ کہ مجرم کو کیا سزا دی جانی چاہیئے۔ قطعاً کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ یہ فقرہ غیر ضروری اور دل آزار ہے۔ اور ہرگز فیصلہ کا حصہ نہیں بننا چاہیئے تھا۔

اب صرف ایک فقرہ ن (N) رہ جاتا ہے جس میں فاضل سشن جج نے عطاء اللہ شاہ بخاری کے جرم کو محض اصطلاحی تصور کرنے کی وجوہ پیش کی ہیں۔ اس جگہ بھی درخواست کنندہ کی طرف سے اعتراض کیا گیا ہے۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب نے ان تحریروں میں جن کی طرف فاضل سشن جج نے اشارہ کیا ہے ہندوستان کے عامۃ المسلمین کے متعلق دشنام دہی کے الفاظ استعمال نہیں کئے۔ بلکہ ان کے مخاطب صرف ان کے ذاتی اور مذہبی دشمن تھے۔ یہ اعتراض حقیقت پر مبنی ہو یا نہ ہو۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ وہ بات جو مرزا غلام احمد نے گذشتہ صدی میں کہی اس کا اس وقت کوئی تعلق نہیں سمجھا جا سکتا۔ جبکہ ایک ایسے شخص کے لیئے جو کہ زیر دفعہ ۱۵۳ الف ....

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادرانِ جماعت:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کو علم ہوگا۔ کہ جہاں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے تین سال گذرے۔ جلسہ سالانہ پر احباب جماعت کو ان کے تزکیہ نفس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کے مجموعہ کی بالالتزام تلاوت کرنے کی تاکید فرمائی تھی۔ اور اس سے جو فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں ان کا ذکر فرمایا تھا۔ وہاں نظارت تالیف و تصنیف کو بھی ارشاد فرمایا تھا۔ کہ جلد تر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات۔ مکاشفات اور رؤیاء کا صحیح اور مکمل مجموعہ شائع کرنے کا انتظام کرے۔ تاکہ دوست اس سے پوری طرح مستفید ہو سکیں۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ نے اس کی ترتیب و تدوین کے متعلق ایک سب کمیٹی تجویز فرمائی۔ جس نے باہمی مشورہ کے بعد ضروری امور طے کئے جن کے مطابق مکرمی مولوی محمد اسماعیل صاحب فاضل کی نگرانی میں سلسلہ احمدیہ کے دو نوجوان علماء کے سپرد یہ کام کیا گیا۔ اور وقتاً فوقتاً خاکسار نے بھی بحیثیت ناظر تالیف و تصنیف ان کے کام کو دیکھا۔ اور ضروری مشورے دیئے۔ اس کی تیاری کے لئے مرتب کنندگان نے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا گہرا مطالعہ کیا۔ وہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشتہارات۔ مکتوبات تقاریر اور ڈائریوں کا بھی مطالعہ کیا۔ مزید برآں سلسلہ کے اخبارات۔ رسائل اور دوسری ضروری کتب کو بھی پڑھا۔ اور ان کے مطالعہ کے بعد جس قدر الہامات۔ مکاشفات اور رؤیاء وغیرہ مل سکے۔ وہ سب کے سب تاریخی ترتیب کے ساتھ جمع کر لئے گئے۔ یہی نہیں۔ بلکہ بعض ضروری تشریحات بھی حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی کتب سے کر ایزاد کی گئیں۔ اس کے سوا جن الہامات کی تاریخوں وغیرہ کے متعلق کچھ ابہام تھا ان کے متعلق فٹ نوٹوں میں تشریح کی گئی۔ اور حضور کے جو الہامات عربی۔ فارسی اور انگریزی وغیرہ میں تھے ان کا ترجمہ بھی ساتھ ہی ساتھ دے دیا گیا۔ اور جن کا ترجمہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہیں فرمایا تھا۔ ان کا ترجمہ مرتب کی طرف سے حاشیہ میں دے دیا گیا۔ مزید برآں عربی عبارتوں پر اعراب بھی لگا دئے گئے۔ تاکہ پڑھنے والا صحت کے ساتھ پڑھ سکے۔

الغرض اس مجموعہ کو زیادہ سے زیادہ مکمل۔ صحیح اور مفید بنانے میں جو باتیں ضروری تھیں۔ ان کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا ہے۔ اور اس کی موجودہ صورت کو دیکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے۔ کہ احباب جماعت اسے دیکھیں گے۔ تو یقیناً خوش ہوں گے۔ علاوہ اس محنت اور مفید اضافوں اور ضروری فٹ نوٹوں کے اس کی کتابت۔ طباعت اور کاغذ کا بھی عمدہ اہتمام کیا گیا ہے۔

کتاب کا سائز ۲۰×۲۶ ہے۔ کاغذ اعلےٰ ساخت کا چھپائی عمدہ۔ لکھائی دیدہ زیب اور مسطر ۲۲ سطری۔ حاشیہ کھلا۔ اصل متن کا قلم جلی اور ترجمہ اور نوٹوں کا قلم قدرے خفی رکھا گیا ہے۔ تاکہ اصل اور ترجمہ میں امتیاز رہے۔ اور حجم چھ ساڑھے چھ سو صفحات کے لگ بھگ اور قیمت بلا جلد عہ (دو روپے)

الغرض یہ مجموعہ الہامات جس کا نام حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے "تذکرہ" تجویز فرمایا ہے۔ اپنی باطنی اور ظاہری خوبیوں کے لحاظ سے اس قابل ہو گیا ہے۔ کہ دوست اسے زیادہ سے زیادہ تعداد میں خریدیں۔ اور پڑھیں۔ اور اس سے فائدہ اٹھائیں۔

چونکہ قلت سرمایہ کی وجہ سے صرف ایک ہزار ہی چھپوایا گیا ہے۔ اس لئے دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اس نعمت غیر مترقبہ کو جلد سے حاصل کریں۔ ورنہ ختم ہو جانے پر پھر انتظار کرنا ہوگا۔ لہذا جو دوست چاہتے ہیں کہ اس دُرِّ بے بہا کو جلد تر حاصل کریں۔ وہ اعلان ہذا پڑھتے ہی اپنا آرڈر بھجوا دیں۔

احباب کی خاطر اس مجموعہ کی جلد بھی کروائی جا رہی ہے۔ جلد انشاء اللہ مضبوط۔ خوبصورت اور سارے کپڑے کی ہوگی۔ اور اس پر کتاب کا نام سنہری حرفوں سے لکھا ہوگا۔ امید ہے کہ دوست اس نادر موقع سے ضرور فائدہ اٹھائیں گے۔

خاکسار

مرزا بشیر احمد ناظر تالیف و تصنیف قادیان ۲۰/۱۱/۳۵

ضروری نوٹ منجانب مینیجر بک ڈپو: اتنی بڑی ضخامت اور کاغذ لکھائی چھپائی کے عمدہ ہونے پر بھی قیمت عہ رکھی گئی ہے۔ جو بہت بڑی رعایت ہے اس پر بھی مزید رعایت یہ کیجاتی ہے۔ کہ جو دوست پیشگی عہ روپیہ ادا کر دینگے۔ انہیں جہاں یقینی طور پر یہ کتاب مل سکیگی وہاں عہ اور دینے پر انہیں جلد بندھی ہوئی کتاب مل جائیگی۔ دوستوں کو چاہیئے کہ اپنی اپنی جماعت کے امیر یا سکرٹری مال کی معرفت پیشگی رقوم اور اپنے نام خریداری بھجوائیں۔ اس طرح فیس منی آرڈر میں کفایت رہے گی۔

خاکسار:- مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

نئے سال کی نئی کتابیں

ایک عظیم الشان روحانی تحفہ

مفتاح القرآن

قرآن کریم کے تمام الفاظ کے حوالجات آیات کی مفصل فہرست

اس مفصل اور جامع کلید قرآن میں یہ سہولت پیدا کی گئی ہے۔ کہ جس لفظ کے متعلق بھی یہ معلوم کرنا ہو۔ کہ یہ لفظ قرآن مجید کی کس کس آیت میں اور کہاں کہاں استعمال ہوا ہے۔ وہ لفظ مع الفاظ آیات و حوالجات رکوع اور نمبر آیت و سورۃ اس میں فوراً نکل آئیگا۔ اس لفظ کے متعلق تمام حوالجات اور آیات ایک جگہ درج شدہ مل جائینگی۔ ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ اس قسم کی کلید قرآن آج تک کسی نے شائع نہیں کی۔ ساڑھے آٹھ سو صفحہ پر ختم ہوئی ہے۔ قیمت مجلد چار روپیہ۔ اس عظیم الشان تالیف کا ہر احمدی اور خصوصاً ہر مبلغ اور ہر اہل علم کے پاس رہنا ضروری ہے۔

فتاوی مسیح موعود علیہ السلام

یہ کتاب حال ہی میں از سر نو تالیف کر کے شائع کی گئی ہے اس میں صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی زبان مبارک سے فرمائے ہوئے تمام فتوے مع اصل حوالجات جمع کئے گئے ہیں۔ زندگی کے تمام لوازمات اور ضروریات مثلاً نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ شادی۔ موت رسوم سود۔ رشوت۔ بیع و شرا۔ تعلقات تمدنی غرضیکہ تمام اہم امور کے متعلق جس قدر فتوے بھی حضرت اقدس کے میسر آسکتے ہیں۔ وہ سب اس میں درج ہیں۔ قیمت صرف ایک روپیہ۔ مجلد عہ

دوبارہ تیار ہو گئی!!

سیرت المہدی حصہ اوّل

مؤلفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب

یہ عظیم الشان تصنیف تیرہ چودہ سال ہوئے شائع ہو کر فوراً نایاب بھی ہو گئی۔ احباب کو اس کا شوق بڑھتا گیا مخالفین نے بھی تقاضائے فطرت کے مطابق اپنی ناسمجھی سے اس کی بعض روایات کو لایعنی اعتراضات کا نشانہ بھی بنایا۔ اب حضرت مؤلف موصوف نے مخالفین کے تمام اعتراضات کو ملحوظ رکھکر اس کتاب پر نظر ثانی فرماتے وقت ساتھ ہی ساتھ تشریحی نوٹ بھی موقعہ بموقعہ رقم فرمائے ہیں جو نہایت دلچسپ اور تسلی بخش ہیں۔ احباب کو چاہئیے۔ کہ اسکے متعلق جلد درخواستیں بھیجدیں۔ قیمت مجلد خوبصورت صرف دو روپیہ ہو گی۔

ذکر الٰہی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی معرکۃ الآرا تقریر جس میں ذکر اللہ کے تمام طریقے اور فوائد اور نتائج بیان فرمائے گئے ہیں جیبی تقطیع پر چھپوایا گیا ہے قیمت فی روپیہ کی بارہ جلد

تحفۃ النصاریٰ

جس میں ہزاروں حوالجات بائبل اور منقولی اور غیر منقولی دلائل سے عیسائیت کی تردید اور عیسائیوں کے اعتراضات کا قلع قمع کیا گیا ہے۔ قیمت بجائے ایک روپیہ کے صرف ۸ر رہے۔

مخالفین کی غلط بیانیوں کے ازالہ کے لئے

عقائد احمدیہ

نہایت ہی بہترین رسالہ جس میں جماعت احمدیہ کے عقائد در بارہ توحید۔ رسالت و اہل بیت کرام صحابہ کرام اولیاء کرام وغیرہ جملہ امور اسلام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات پیش کر کے قیامت تک کیلئے معترضین کا منہ بند کر دیا ہے پہلے اسکی قیمت صرف ۴ر تھی۔ اب از راہ تبلیغ کے مقصد کو مدنظر رکھکر اس رسالہ کی قیمت صرف ۲ر اور فی سیکڑہ آٹھ روپیہ کر دی ہے۔ آجکل خصوصیت سے اس رسالہ کی جسقدر اشاعت کی جائے تھوڑی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے تمام انعامی چیلنج

جو ہندوؤں عیسائیوں اور مسلمانوں کو مختلف اوقات میں حضور علیہ السلام نے دیئے ہیں۔ وہ سب کے سب ایک جگہ جمع کئے گئے ہیں۔ تبلیغی مقصد کے لئے بہترین حربہ ہے۔ قیمت صرف ایک آنہ۔

المشتہر

کتاب گھر قادیان (پنجاب)

بستانِ احمدؑ

مجلد مع پانچ عدد فوٹو

جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خاندانِ نبوت کی تمام نظموں کا مجموعہ ہے۔ یہ مقبول عام و خاص دلربا تحفہ اس قابل ہے کہ ہر احمدی دوست کے ہاتھ میں رہ کر ہر وقت ورد زبان رہے۔ قیمت صرف ۱۴ر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا عظیم الشان تاریخی لیکچر

اختلافات کا آغاز

جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دوران خلافت میں باغیوں اور منکرانِ خلافت کی خفیہ سازشوں اور شرارتوں کا نہایت بسط سے انکشاف کیا گیا ہے
قیمت صرف ۵ر

سیرۃ النبیؐ

مؤلفہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

یہ سیرت اپنے رنگ کی پہلی کتاب ہے۔ عام سیرتوں اور تاریخوں کی طرز اس میں نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہر قول و فعل کی حکمت اور فلسفہ کو بیان فرماتے ہوئے نہایت بہترین نتائج اور اسباق اخذ کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب اس قابل ہے۔ کہ روزمرہ کے درس میں رکھی جائے۔ اور ہر غیر مسلم معزز طبقہ تک اس کو پہونچایا جائے۔ قیمت ۱۲ر

سیرت مسیح موعود علیہ السلام

مولفہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالےٰ

نہایت مختصر مگر جامع و مانع رنگ میں حضرت اقدس کی سوانح کو بیان فرمایا گیا ہے۔ جو ایک محقق اور متلاشی حق کے لئے کافی و وافی ہے۔ بچوں اور عورتوں کو حضرت اقدس کے متعلق عام واقفیت دینے کیلئے بہترین رسالہ ہے قیمت قسم اول ۲ر قسم دوم ۱ر

شاندار رعایت فیصلہ نمبر کی تاریخ سے جلسہ سالانہ تک یہ رعایت ہوگی

جلد آرڈر روانہ کریں۔ بعد میں کفِ افسوس مَلنا ہوگا

حبوب عنبری (رجسٹرڈ)

یہ گولیاں عنبر، مشک، موتی، زعفران اور دیگر قیمتی اجزاء سے مرکب ہیں۔ ان کا استعمال ان لوگوں کیلئے ہے۔ جن کی قوت رجولیت کم ہو چکی ہو۔ اعصاب سرد پڑ گئے ہوں۔ دل ٹھنڈا ہو گیا ہو۔ سرور مٹ گیا ہو۔ چہرہ بے رونق۔ حافظہ کمزور اعضائے رئیسہ سرد پڑ گئے ہوں۔ کمر درد کرتا ہو۔ کام کرنے کو جی نہ چاہتا ہو۔ ایسی حالت میں حبوب عنبری کا استعمال بجلی کا اثر دکھاتا ہے۔ گئی ہوئی قوت واپس آجاتی ہے۔ حرارت غریزی تیز ہو جاتی ہے۔ دل میں خوشی و سرور پیدا ہوتا ہے اعصاب یعنی پٹھے طاقتور ہو جاتے ہیں۔ اعضائے رئیسہ و شریفہ دل و دماغ طاقتور ہو جاتے ہیں۔ جسم فربہ اور چست و چالاک ہو جاتا ہے گویا ضعیفی کی دشمن ہے۔ جوانی کی محافظ ہے۔ جائز حاجتمند آرڈر روانہ کریں۔

حبوب عنبری کے ایک بار کھانے سے چالیس سال تک مقوی ادویات سے چھٹی ہوتی ہے قیمت ایک ماہ کی خوراک ۶۰ گولی پندرہ روپیہ رعایتی ۱۳ روپے

حبّ اٹھرا (رجسٹرڈ)

محافظ جنین — اسقاط حمل کا مجرب علاج ہے

جن کے بچے پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ یا حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ یا جن کے ہاں اکثر لڑکیاں پیدا ہوتی ہیں اور لڑکیاں زندہ رہتی ہیں۔ لڑکے اول تو کم پیدا ہوتے ہیں۔ اور پھر معمولی صدمہ سے فوت ہو جاتے ہیں۔ یا ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز پیلے دست، قے، پچش، بخار، نمونیہ، سوکھا، بدن پر پھوڑے، پھنسیاں، چھالے نکلنا، بدن پر خون کے دھبے پڑنا وغیرہ میں مبتلا رہ کر داعیٔ اجل ہوتے ہیں۔ خداوند کریم اس سے ہر ایک کو محفوظ رکھے۔ آمین اس بیماری کو اٹھرا کہتے ہیں۔ اس کیلئے حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد قبلہ امام نور الدین شاہی طبیب سرکار جموں و کشمیر کی مجرب حب اٹھرا رجسٹرڈ حضور کے ارشاد سے خلقِ خدا کی بہتری کے لئے تیار کر کے اس کا فیض عام کیا ہوا ہے جو ۱۹۱۰ء سے آج تک جاری ہے۔ ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں اس کے استعمال سے بفضل خدا بچہ ذہین۔ خوبصورت۔ مضبوط۔ اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اور والدین کے لئے ٹھنڈک قلب اور باعث شکریہ ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکدم منگوانے پر ۱۲ روپے نصف منگوانے پر ۶ روپے اس سے کم ۱ روپیہ فی تولہ۔ علاوہ محصول ڈاک۔

حبّ نظامی (رجسٹرڈ)

یہ گولیاں موتی، مشک، زعفران، کشتہ یشب، عقیق، مرجان وغیرہ سے مرکب ہیں پٹھوں کو طاقت دینے میں بے مثل ہیں۔ حرارت غریزی کے بڑھانے میں بے حد اکسیر ہیں۔ جس پر انسان کی صحت کا دارومدار ہے۔ طاقتِ مردمی کے بڑھانے میں لاجواب ہیں۔ کمزوری کی دشمن ہیں۔ طاقت و توانائی کی دوست ہیں دل و دماغ، جگر، سینہ، گردہ، مثانہ کو طاقت دیتی اور امساک پیدا کرتی ہیں۔ قوتِ باہ کے مایوسوں کے لئے تحفۂ خاص ہے۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک ۶۰ گولی چھ روپے رعایتی چار روپے

تریاق معدہ

یہ ایسا لاجواب مفید ترین پوڈر ہے جس کے استعمال سے پیٹ کی ہر ایک قسم کی شکایت کافور ہوتی ہے۔ دردِ شکم، اپھارہ، بدہضمی، گڑگڑاہٹ، کھٹے ڈکار، متلی، قے، بار بار پاخانہ آنا۔ اور ہیضہ کے لئے تو اکسیر اعظم ہے۔ آج کل کے موسم کے لئے اس کا ہر گھر میں رہنا اشد ضروری ہے یہ مندرجہ بالا بیماریوں کا تریاق ہے قیمت دو اونس کی شیشی ۱۲ر رعایتی ۸ر علاوہ محصول وغیرہ

قبض کشا گولیاں

قبض تمام بیماریوں کی ماں ہے۔ کبھی کبھار کی قبض بھی ناک میں دم کر دیتی ہے اور دائمی قبض سے تو اللہ تعالیٰ محفوظ و امن میں رکھے آمین۔ دائمی قبض سے بواسیر ہو جاتی ہے۔ حافظہ کمزور نسیان غالب ضعفِ بصر دھند، گرے آشوب چشم ہوتا ہے۔ دل دھڑکتا ہے۔ ہاتھ پاؤں پھولتے ہیں کام کو جی نہیں چاہتا ہاضمہ بگڑ جاتا ہے۔ معدہ جگر تلی کمزور ہوتے ہیں۔ اور کئی قسم کی بیماریاں آن موجود ہوتی ہیں ہماری تیار کردہ قبض کشا گولیاں مذکورہ بالا بیماریوں کے لئے اکسیر سے بڑھکر ثابت ہو چکی ہیں۔ انکے استعمال سے متلی یا گھبراہٹ قے وغیرہ نہیں ہوتی۔ رات کو کھا کر سو جائیں صبح کو ایک اجابت کھل کر آتی اور طبیعت صاف ہو جاتی ہے۔ ان کا استعمال صحت کا بیمہ ہے۔ قیمت یکصد گولی ۱ر رعایتی ۱۲ر

مقوی دانت منجن

اگر آپ کے دانت کمزور ہیں۔ مسوڑوں سے خون یا پیپ آتی ہے منہ سے بدبو آتی ہے۔ دانت ہلتے ہیں۔ گوشت خورہ یا پائیوریا کی بیماری ہے۔ دانت میلے ہیں انکی وجہ سے معدہ خراب ہے۔ ہاضمہ بگڑ گیا ہے۔ دانتوں میں کیڑا لگ گیا ہے۔ ان امراض کیلئے ہمارا تیار کردہ مقوی دانت منجن استعمال کریں بفضل خدا تمام شکایت دور ہو جاتی ہے۔ اور دانت مضبوط ہو کر موتی کی طرح چمکتے ہیں قیمت دو اونس شیشی ۱۲ر رعایتی ۸ر

تریاقِ گردہ

دردِ گردہ ایسی موذی بلا ہے۔ کہ الامان جسکو ہوتا ہے۔ وہی اسکی تکلیف کو جانتا ہے اسکا دورہ جب شروع ہوتا ہے اس وقت انسان زندگی کا خاتمہ سمجھتا ہے۔ اس کیلئے ہمارا تیار کردہ تریاق گردہ و مثانہ بیحد اکسیر ثابت ہو چکا ہے اس کی پہلی خوراک سے آرام شروع ہو جاتا ہے انکے استعمال سے بفضل خدا پتھری یا کنکری خواہ گردہ میں ہو خواہ کسی اور جگہ میں ہو۔ سب کو باریک کر کے بذریعہ پیشاب خارج کرتا ہے جب وہ کنکر گھر گھر کر باریک ہو جاتا ہے اور اپنی جگہ سے اکھڑ جاتا ہے۔ تو بذریعہ پیشاب خارج ہوتا ہوا بیمار کو آگاہ کر جاتا ہے اسکے بعد بیمار کو درد کی شکایت نہیں ہوتی قیمت ایک اونس دو روپیہ رعایتی ۱؎

حبّ مفید النساء

یہ گولیاں عورتوں کی مشکلکشا ہیں انکے استعمال سے ایام ماہواری کی بے قاعدگی رکنا یا زیادہ آنا، ٹلوں کا درد، کمر کا درد، کولہوں کا درد، متلی، قے، چہرہ کی بے رونقی، چہرہ کی چھائیاں ہاتھ پاؤں کی جلن اولاد کا نہ ہونا وغیرہ سب امراض دور ہو جاتے ہیں۔ اور بفضل خدا اولاد کا منہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے قیمت ایک ماہ کی خوراک ۶؎ رعایتی ۱؎

اِس سُنہری موقع سے فائدہ اُٹھاویں

المشتہر

نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان

اس کے پڑھنے سے بہتوں کا بھلا ہو گا

اخبار زمیندار لاہور

اس کے پڑھنے سے بہتوں کا بھلا ہو گا۔ ہم خوشی کے ساتھ اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ شیخ صاحب کی مشہور و معروف دوائی کے ہزار ہا صحت یافتہ لوگوں کے خطوط کے مطالعہ سے اس دوائی کی عظمت اور خوبی پایہ ثبوت کو پہونچ جاتی ہے۔ مردانہ بیماریوں کے مریض شیخ غلام احمد محلہ پیر گیلانیاں لاہور کی بے نظیر دوائی سے ضرور فائدہ اٹھائیں عرصہ ۱۴ سال سے اس دوائی کا اشتہار ملک کے معزز اخبارات میں شائع ہوتا ہے۔

(مینیجر صیغہ اشتہارات) ۱۳ مارچ ۱۹۳۵ء

جناب ڈاکٹر سیٹھارام صاحب میڈیکل افیسر

آئی سی ڈسپنسری بادن (حیدرآباد سندھ) میں نے آپ کا دی پی جس میں ۲ شیشی نیپالی گولیاں اور ایک شیشی نیپال تیل تھا وصول کرکے ایک مریض پر تجربہ کیا۔ آپ کی دوائیوں نے مریض کو بالکل تندرست کر دیا۔ مہربانی کرکے ایک پارسل اور روانہ کر دیں۔ میں نے اپنے مریضوں میں آپ کی دوائی کا چرچا شروع کر دیا ہے۔ واقعی اکسیر صفت دوا ہے۔

تجربہ کرنے پر اکسیر ثابت ہوئی ہیں

جناب شیخ صاحب السلام علیکم کے بعد عرض ہے کہ میں آپکی دوائی جو آپ کے شفاخانہ سے لایا۔ وہ گولیاں اور روغن مایوس العلاج مریض پر تجربہ کرنے سے اکسیر ثابت ہوئی ہیں ہم آپکی محنت اور سچائی کے تہ دل سے مشکور ہیں۔ حکیم شیخ عبید اللہ۔ گجرات۔

ناظرین میں نہ تو اشتہاری حکیم ہوں نہ ڈاکٹر بلکہ ایک معمولی کلرک ہوں۔ بدقسمتی سے میں اپنی جوانی میں عادات قبیحہ کا مرتکب ہو گیا۔ جس کے نتیجہ سے میں بالکل بے خبر تھا۔ اچانک عرصہ ڈیڑھ سال کے بعد مجھے ناطاقتی کے نامراد امراض جو اس قبیح عادت کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ لاحق ہو گئے۔ بے انتہا شکایتوں کے سبب میرا چہرہ دن بدن لاغر اور زرد ہونے لگا۔ دوست احباب میری پژمردگی کا سبب پوچھتے تھے۔ مگر میں کسی کو اپنی حالت سے آگاہ کرنا مناسب نہ سمجھتا تھا۔ در پردہ لاہور اور دیگر شہروں کے بڑے بڑے ڈاکٹروں اور حکیموں سے جن کے لمبے چوڑے اشتہاروں کی کوئی حد نہ تھی۔ ادویات منگوا کر استعمال کرتا رہا لیکن بالکل بے سود۔ خاک بھی فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ علاوہ خرچ کے کئی ایک اور تکلیفوں کا سامنا کرکے بھی مایوس رہنا پڑا۔ اس مایوسی کی حالت میں میں زندہ درگور ہونے کو ترجیح دیتا تھا۔ اتفاقاً خوش قسمتی سے مجھے ایک ملازمت میں نیپال جانا پڑا ۱۹۱۰ء میں لاہور سے نیپال روانہ ہوا۔ اور ایک دو جگہ ٹھہرتا ہوا نیپال کے مشہور شہر کھٹمنڈو میں اترا۔ میرے ساتھ ایک فقیر خضر صورت جو ایک دو روز پہلے کے وہاں مقیم تھے مجھے پوچھنے لگے کہ تم اداس اور تمہاری شکل مریضوں کی سی کیوں ہے میرے پُر درد دل نے اس فقیر خضر صورت اور کامل سنیاسی سے اپنا سارا ماجرا کہہ سنانے کی ہدایت کی۔ چنانچہ میں نے بے کم و کاست اپنی تمام سرگزشت کا کچا چٹھا بیان کرکے یہ بھی کہہ دیا۔ کہ اب میں اس زندگی سے تنگ آ کر خودکشی کرنے پر آمادہ ہوں۔ اس فقیر صاحب کمال نے از راہ شفقت میرے حال زار پر رحم فرما کر ایک نسخہ کھانے کیلئے مقوی گولیوں کا اور دوسرا کمزوری دور کرنے کیلئے مالش کا بتایا۔ چنانچہ میں نے بموجب ارشاد اس صاحب کمال کے چند ایک جنگلی جڑی بوٹیاں اور کئی ایک ادویات بازار سے خرید کر ہر دو جو ہر کیمیا کو رو برو اس صاحب کمال کے تیار کرکے استعمال کرنا شروع کیا ناظرین میں اپنے خدا کو حاضر و ناظر جان کر سچ کہہ رہا ہوں کہ ساتویں ہی روز میری تمام شکایتیں جو ایک ایسے مریض کو لاحق ہوا کرتی ہیں۔ رفع ہوئی شروع ہو گئیں۔ اور میں اپنے آپ کو بے حد خوش قسمت فرد کہنے کا مستحق ہو گیا۔ اگرچہ مجھ کو چند ہی روز کے استعمال سے نمایاں فائدہ ہو گیا۔ مگر میں نے بموجب ارشاد اپنے محسن کے ۱۴ روز تک پرہیز اور علاج جاری رکھا۔ میں ہر روز تین سیر دودھ باسانی ہضم کر لیتا تھا۔ میرا چہرہ بارونق بدن مضبوط اور بینائی طاقتور ہو گئی۔ اور تمام امراض کافور ہو گئے۔ گویا کبھی ہوئے ہی نہ تھے۔ لاہور واپس آ کر باقی ماندہ دوائی کا کئی ایک مایوس الصحت مریضوں پر تجربہ کیا چنانچہ ہر قسم کی کمزوری وغیرہ کے لئے اکسیر سے بڑھکر پایا۔ اب کئی ایک دور اندیش اصحاب کے اصرار پر اور عوام کے فائدہ کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اشتہار بغرض رفاہ عام دیا جاتا ہے۔ جو اصحاب اس خطرناک اور قبیح عادت کا شکار بن کر اپنے قوئی زائل کر چکے ہوں۔ اور سینکڑوں روپے علاج و معالجہ پر صرف کرکے بھی مایوس ہو رہے ہیں۔ وہ اس قلیل القیمت اور سریع التاثیر دوائی کو استعمال کرکے صحت یاب ہو جائیں۔ اور خدا کے فضل کے گیت گائیں۔ قیمت صرف لاگت اور خرچ اشتہارات پر بمشکل اکتفا کرتی ہے۔ ذاتی فائدہ بہت کم ملحوظ ہے۔

قیمت فی شیشی روغن مالش رجوصحت کے لئے کافی ہے تین روپے آٹھ آنے قیمت مقوی اعصاب نیپالی گولیاں فی شیشی جس میں سات یوم کی ۱۴ خوراک موجود ہیں صرف دو روپے آٹھ آنے (عہ/) جملہ امراض مخصوصہ کے مریضوں کے لئے یہ گولیاں از حد مفید ہیں اور مادر زاد کمزوری کے سوا خواہ کسی قسم کی کمزوری کا مرض کیوں نہ ہو۔ تین شیشی مقوی اعصاب گولیاں اور ایک شیشی روغن مالش کافی ہے۔ اس دوائی کے استعمال سے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اس دوائی میں کسی کشتہ وغیرہ کی آمیزش ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ہر بوڑھا جوان باسانی بغیر لحاظ موسم کے ان گولیوں کا استعمال کر سکتا ہے۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ اس دوائی کے استعمال کے بعد کسی دوائی کی ضرورت نہ رہے گی۔ مکمل بکس کے خریدار کو محصول ڈاک معاف۔ مکمل بکس میں تین شیشی گولیاں اور ایک شیشی روغن مالش ہو گی۔ **مکمل بکس کی قیمت دس روپے۔** دو مکمل بکسوں کی قیمت ۱۹ روپے معمولی کمزوری کے لئے دو شیشیاں نیپالی گولیاں اور ایک شیشی روغن مالش کافی ہے۔ آخر میں یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ اس اشتہار کے نکالنے سے میری کوئی ذاتی غرض نہیں ہے۔ اور نہ ہی بفضل خدا مصنوعی یا جعلی اشتہار شائع کرکے پبلک سے روپیہ کمانے کی خواہش ہے۔ بلکہ ہر خاص و عام کے فائدہ کو مدنظر رکھ کر اور احباب کے اصرار سے یہ اشتہار بجنسہٖ درج کیا جاتا ہے۔ تندرست اصحاب بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ کیونکہ اس کے استعمال سے بدن میں خون صالح پیدا ہوتا ہے۔ کاہلی اور سستی دور ہو جاتی۔ بدن میں چستی آتی ہے طبیعت ہر وقت ہشاش بشاش رہتی ہے۔ اس لئے وہ تمام مریض جو ہر جگہ سے مایوس ہو چکے ہیں۔ ان گولیوں کا استعمال کرکے فائدہ اٹھائیں یہ ان تمام مخفی دکھوں کا تمام دنیا کی دوائیوں سے عجیب و غریب علاج ہے۔ ضرورتمند اصحاب کو تجربہ کرنا لازمی ہے۔

ملنے کا پتہ

شیخ غلام احمد محلہ پیر گیلانیاں موچی دروازہ لاہور

جناب حکیم عابد الدین صاحب

شیر گڑھ سے تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی دوائی سے میرے زیر علاج مریض عرصہ چار سال سے صحت یاب ہو رہے ہیں۔ میں آپ کی دوائی کو اکسیر سے بڑھکر زود اثر مانتا ہوں۔ دو مریضوں کے لئے دو مکمل بکس میرے نام روانہ کر دیں۔

اخبار لاحول

"اس کے پڑھنے سے بہتوں کا بھلا ہو گا" اس عنوان سے ایک اشتہار سالہا سال سے اخبارات میں شائع ہو رہا ہے۔ ہم نے اسے اپنے ایک نہایت ہی مایوس از کار رفتہ دوست پر آزمایا۔ واقعی تیر بہدف پایا۔

جناب ڈاکٹر مکرجی صاحب

بنگال سے تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی دوائی سے دو مریض اور تندرست ہو گئے ہیں۔ واقعی آپ کی دوائی بہت مفید ہے ایک مکمل بکس ایک مریض کے لئے اور روانہ فرمائیں۔

آپ کی دوا بہت قابل تعریف ہے

جناب شیخ صاحب السلام علیکم چند یوم ہوئے۔ کہ آپ سے ایک شیشی مقوی اعصاب گولیاں منگا کر استعمال کیں۔ واقعی ان کے استعمال سے میں بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں۔ آپ کی دوا بہت قابل تعریف ہے۔

منشی فضل الدین کارخانہ دھاریوال

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

اٹھرا یعنی اسقاط حمل کا مجرب ترین علاج

بے اولادوں کے لئے ایک نعمت غیر مترقبہ ہے

جن کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں۔ یا قبل از وقت حمل گر جاتا ہو۔ یا بچے مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ عوام اسے اٹھرا اور اطباء اور ڈاکٹر اسقاط حمل یا مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ سخت موذی اور تباہ کن مرض ہے۔ جس سے بیشمار گھرانے بے چراغ اور بے اولاد رہتے ہیں۔ ہر انسان کو دنیا میں اولاد کی تمنا ہوتی ہے۔ اور یہ ایک جائز اور قدرتی خواہش ہے۔ پروردگار عالم نے ہر مرض کے لئے معالجات رکھے ہیں۔ ہم دعوے اور یقین کی بناء پر ببانگ دہل کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس مرض کا اکسیر اور مجرب ترین علاج مالک دواخانہ رحمانی نے حضرت قبلہ جناب حکیم حافظ حاجی مولانا نور الدین شاہی طبیب سے سیکھ کر اور بحکم حضور حکیم الامت محافظ اٹھرا گولیاں ایجاد کیں۔ ہزاروں لوگوں کی یہ مجرب و آزمودہ گولیاں ہمارے دواخانہ سے قریباً گذشتہ پچیس برس سے زیر استعمال ہیں۔

ہمارے علاج سے ہزارہا مریضوں کو خدا کے فضل سے کامل شفا ہوئی۔ اور ہم اسے تحدیث نعمت کے طور پر اپنے دواخانہ کے لئے کریڈٹ (Credit) سمجھتے ہیں۔ ہر شخص جس کے گھر میں یہ موذی مرض لاحق ہو۔ وہ فوراً ہماری نایاب محافظ اٹھرا گولیاں طلب کر کے استعمال کرے اور قدرت خدا کا زندہ کرشمہ دیکھے۔

مشک آنست کہ خود ببوید

قیمت فی تولہ اصل قیمت ۱۲؍ رعائتی ۸؍ علاوہ محصولڈاک گیارہ تولے یکمشت منگانے والے سے صرف لعہ علاوہ محصولڈاک۔

قیمت میں خاص رعائت

آج کی تاریخ سے دسمبر ۱۹۳۵ء تک

سُرمہ نور افزاء رجسٹرڈ

یہ بے نظیر سرمہ قیمتی اجزا سے مرکب ہے۔ بینائی کو قائم اور آنکھوں کو مختلف عوارض سے محفوظ رکھنے میں یہ سرمہ اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ آنکھوں کے جملہ امراض دھند۔ غبار جالا کُکرے۔ پھولا۔ خارش چشم۔ آنکھوں سے پانی آنا۔ لیسدار رطوبت کا نکلنا۔ پرانی سُرخی۔ ابتدائی موتیا بند وغیرہ۔ غرض کل امراض کا واحد علاج ہے۔ جو لوگ کثرت مطالعہ اور باریک بینی سے قوت بینائی کمزور کر بیٹھے ہوں۔ یا عینک کے عادی ہو کر قدرتی طاقت کو بیکار کر دیا ہو۔ انہیں اس سرمہ کا استعمال ضرور کرنا چاہیئے۔ یہ سرمہ جملہ شکایات چشم دور کر کے آئندہ آنے والے عوارض سے آنکھ کو محفوظ رکھتا ہے۔ جن کی نظر روز بروز کمزور ہوتی ہو۔ وہ اس سرمہ کے استعمال سے زائل شدہ طاقت کو بحال کر لیں۔ اس بے نظیر سرمہ کے استعمال کے بعد انشاء اللہ آپ کو پھر کسی اور سرمہ کی تلاش نہ رہے گی۔ اصل قیمت فی تولہ ۴؍ رعائتی ۳؍ علاوہ محصولڈاک

طاقت کی بے نظیر گولیاں "حبّ رحمانی" رجسٹرڈ

یہ گولیاں عجائبات طب سے ہیں۔ اور اپنے اندر بے انداز برقی اثر رکھتی ہیں۔ طالبان صحت و تندرستی کے لئے ان کا استعمال از حد ضروری اور لابدی ہے حبّ رحمانی کشتہ سونا کشتہ چاندی، کشتہ فولاد، موتی زعفران جدوار اور مشک سے مرکب ہے۔ قوت کیسی ہی کمزور پڑ گئی ہو۔ پٹھے اپنے کام سے جواب دے چکے ہوں اور آرام و راحت کا مقابلہ تلخ زندگی سے ہو۔ ایسی حالت میں انشاء اللہ صرف حبّ رحمانی ہی ساتھ دے گی۔ حرارت غریزی کمزور ہو کر تمام بدن پر پژمردگی چھائی ہوئی ہو۔ اور کمزوری دل نے نیم جاں بنا دیا ہو تو ایسی حالت میں بالخصوص حبّ رحمانی ہی مفید ہو گی۔ غرض تمام جسم اور خصوصاً اعضائے رئیسہ کو قوت دے کر از سرِ نو تازگی پیدا کر دے گی۔ ان گولیوں کے فوائد عجیبہ اور اثرات غریبہ تحریر میں نہیں آ سکتے۔ صرف اس قدر بس ہے۔ کہ یہ بے نظیر اور نایاب تحفہ جسمانی مریضوں کے لئے آبِ حیات سے بڑھ کر زندگی بخش ہے۔ قیمت اصل "حبّ رحمانی" ایک ماہ چھ روپیہ رعائتی ۵ روپے علاوہ محصولڈاک

حبّ راحت

عورتوں کی بیماری

یہ بات درست ہے۔ کہ جب تک ایام ماہواری بے قاعدہ ہوں۔ اولاد کا ہونا مشکل ہے۔ ہزاروں مستورات آئے دن اسی مشکل میں رہتی ہیں۔ کہ حیض کے دنوں میں بے قاعدگی ایام سے کم یا زیادہ دنوں میں حیض آتا ہے۔ اور وہ بھی تھوڑا یا زیادہ آتا ہے۔ جی متلانا تمام بدن میں تکلیف ہونا سر چکرانا پھوڑے پھنسی۔ خرابی خون حمل کا نہ ٹھہرنا۔ ان تکالیف سے بچنے کے لئے ہماری تیار کردہ حب راحت استعمال کریں۔ انشاء اللہ ایام ماہواری کی تکلیف سے نجات ہو گی۔ اصل قیمت ۱۲؍ رعائتی ۸؍ علاوہ محصولڈاک

خدا کی نعمت

نرینہ اولاد

جن دوستوں کو نرینہ اولاد کی خواہش ہو۔ یہ دوائی خدا کی نعمت ہمارے دواخانہ سے منگوا کر استعمال کریں۔ خدا کے فضل سے اولاد نرینہ ہو گی۔ یہ عجیب علاج ہے۔ جس کو مالک دواخانہ رحمانی نے حضرت مولانا حکیم نور الدین اعظم طبیب شاہی کے خاص مجرب و آزمودہ اور عطا کردہ نسخہ سے تیار کیا۔ جو گذشتہ پچیس برس سے ہمارے دواخانہ سے لوگوں کے زیر استعمال ہے۔ اور صدہا اشخاص نے اس دوا سے فائدہ اٹھا کر اور بامراد ہونے کے بعد خود بخود سندات روانہ کیں۔ اصل قیمت مکمل خوراک علاوہ محصولڈاک صرف ۷ روپے ۸ آنے رعائتی صرف ساڑھے پانچ روپے

تازہ شہادت

حکیم عبدالرحمٰن صاحب کاغانی مرحوم میرے دوست تھے۔ اس کے علاوہ چونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ میرے والد صاحب ایک مستند طبیب تھے۔ اور میں نے باوجود لائق اطباء سے علم طب حاصل کرنے کے دوبارہ ان کے قابل قدر استاد حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب شاہی طبیب رضی اللہ عنہ سے دوبارہ طب یونانی پڑھی ہوئی ہے۔ اس لئے وہ اپنے دواخانہ رحمانی کے کاروبار کے متعلق عموماً مجھ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد میں نے یہ ضروری سمجھا کہ میں اب ان کے بچوں کی بہتری کے لئے انکی یادگار دواخانہ رحمانی کی سرپرستی و نگرانی اپنے ذمہ لوں۔ میں نے ان کی وفات کے بعد معاً اس کا اعلان کر دیا تھا۔ اب دوبارہ اس کا اعادہ کر کے احباب کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جو دوائیں حکیم کاغانی صاحب مرحوم کے وقت باہر بھیجی جاتی تھیں۔ یا جنکا اشتہار میں ذکر ہوتا تھا۔ وہ سب احتیاط سے اب بھی ان کے دواخانہ میں تیار کی جاتی ہیں۔ لہٰذا احباب کو بوقت ضرورت ان کے دواخانہ کا اب بھی ویسا ہی خیال رکھنا چاہیئے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے اعتماد کو صحیح پائیں گے۔

محمد سرور شاہ پرنسپل جامعہ احمدیہ (نوٹ) اس دواخانہ کے سرپرست و نگران حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ ہیں۔

(نوٹ) یہ رعائت صرف آج کی تاریخ سے جلسہ سالانہ یعنی دسمبر ۱۹۳۵ء کے آخر تک ہے۔ عام فائدہ رسانی کے خیال سے ہم نے قیمتیں بھی کم مقرر کی ہیں۔

…دالرحمٰن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی۔ قادیان۔ (پنجاب)

اوقات فرصت کی قدر و قیمت

اگر آپ اپنی عمر یا کمی سرمایہ کی وجہ سے اعلیٰ تعلیم سے محروم رہ کر کف افسوس مل رہے ہیں اور اپنے مستقبل کو روشن و درخشاں بنانے کی فکر میں ہیں۔ تو اپنے اوقات فرصت کو لاحاصل اور فضول کاموں میں پڑ کر ضائع نہ کیجئے۔ بلکہ منشی فاضل کے امتحان کی آج ہی سے تیاری شروع کر دیجئے۔ جس کا پاس کرنا اب کوئی مشکل نہیں رہا۔ کیونکہ تمام کتب نصاب کے لئے بہترین سے بہترین حل وغیرہ ہمارے ہاں سے تیار ہو کر شائع ہو گئے ہیں۔ اس امتحان کو پاس کرنے کے بعد صرف انگریزی کی گھر بیٹھے تیاری کر کے آپ بی۔اے۔ ایم اے ایل۔ ایل بی تک کی ڈگریاں حاصل کر کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ہو سکتے ہیں۔ اور اسی طرح کالج کے داخلہ کے لئے عمر کی بھی [illegible] حاصل کر سکتے ہیں۔ مفصل قواعد امتحان علوم مشرقی مع فہرست کتب نصاب ۱۹۳۶ء مفت طلب کیجئے۔ اور کتب خریدتے وقت کاغذ لکھائی۔ چھپائی۔ صحت اور قیمت کا دوسروں سے مقابلہ کر کے خریدیئے۔ مزید برآں تمام کتب کی یکمشت خریداری پر ارنی روپیہ کمیشن لیجئے۔

فہرست کتب نصاب امتحان منشی فاضل ۳۶ء معہ کتب امدادی:—

نام کتاب	قیمت رعایتی	نام کتاب	قیمت رعایتی	نام کتاب	قیمت رعایتی	نام کتاب	قیمت رعایتی
پرچہ (۱) دبیر عجم	۴ر	ہمایوں نامہ مقدمہ و ترجمہ اردو		خلاصہ شعر العجم حصہ چہارم اعلیٰ خوشخط	۴ر	اردو ترجمہ اخلاق جلالی معہ فرہنگ	عہ
سمط الدرر بی۔اے کورس		(از محمد عبد اللہ ایم۔اے)	۸ر	" " " پنجم سوالاً جواباً	۳ر	جواہر اخلاق خلاصہ اردو اخلاق جلالی	
جدید حصہ نثر	۱۲ر	نوٹ:۔ اس پرچہ کے سوالات		اردو ترجمہ چہار مقالہ	۸ر	از حضرت سائل بلگرامی منشی فاضل	۱۰ر
شعر العجم حصہ چہارم کاغذ سفید۔	عہ	عبارتی و تاریخی دونوں طرز پر ہونگے		اردو ترجمہ ابو الفضل دفتر اول و سوم	عہ	اردو ترجمہ کشف المحجوب	عہ
" " پنجم " "	عہ	(۵) اخلاق جلالی و بحث نتیجہ خارج		اردو ترجمہ وکلائے مراغہ از مولوی		معیار شرافت یعنی اخلاق جلالی	
(۲) چہار مقالہ معہ مقدمہ مرتبہ خواجہ		مطبوعہ نولکشور اعلیٰ	عہ	جان محمد صاحب منشی فاضل	۳ر	بطرز سوال و جواب قریباً تمام سابقہ	
فیروز حسن ایم۔اے۔ کاغذ سفید	۸ر	گلشن راز از حضرت محمود شبستری	۴ر	اردو ترجمہ حاجی بابا زیر طبع	عہ	امتحانات کے سوالات معہ جوابات	
انشائے ابو الفضل دفتر اول و سوم		منطق الطیر از شیخ فرید الدین عطار		فرہنگ حاجی بابا از پروفیسر [illegible]	عہ	یہ کتاب پرچہ فلسفہ اخلاق میں	
کاغذ سفید ڈمی اعلیٰ	۱۲ر	مطبوعہ لاہور کاغذ گندہ	۱۰ر	اردو ترجمہ سیاحت نامہ ابراہیم بیگ		کامیابی کی ضامن ہے	عہ
حاجی بابا اصفہانی	۷ر	کشف المحجوب با اہتمام احوال صوفیائے کرام	۸ر	معہ فرہنگ و [illegible] از پروفیسر باقی عباسی	عہ	مفتاح الحقیقت یعنی بہترین اردو	عہ
سیاحت نامہ ابراہیم بیگ جلد دوم	۱۰ر	(۶) ترجمہ اردو سے فارسی اور جواب مضمون فارسی		بہترین اردو ترجمہ انتخاب قصائد		خلاصہ کشف المحجوب معہ حالات مصنف	
وکلائے مراغہ	۳ر	اختیاری مضمون اردو		قاآنی از حکیم فیروز طغرائی	۱۴ر	از ثاقب رامپوری منشی فاضل	
(۳) انتخابات قصائد قاآنی معہ		روح الاجتماع	عہ	اردو شرح غزلیات نظیری	عہ	کامل الہ آباد	۸ر
حالات خوشخط کاغذ اعلیٰ و ڈمی	۱۲ر	آفادات مہدی	۸ر	پیمانہ بہترین خلاصہ میخانہ	۱۰ر	گلشن راز معہ ترجمہ و شرح اردو	عہ
غزلیات نظیری معہ حالات	عہ	خیالستان	عہ	اردو شرح رباعیات ابو سعید		اردو ترجمہ منطق الطیر	عہ
میخانہ عبد النبی خاں (حصہ ساقی		دیوان حالی معہ مقدمہ شعر و شاعری	۱۲ر	ابو الخیر حال متن از مولانا محمود الحسن	۱۲ر	قرۃ العین اردو ترجمہ از	
نامہائے مرتبہ اول)	صہ	دیوان غالب اردو مع حالات فرہنگ	۵ر	اردو خلاصہ ہمایوں نامہ		پروفیسر رشید احمد صاحب	۱۰ر
رباعیات باباطاہر معہ ترجمہ و حالات		بانگ درا از ڈاکٹر سر اقبال	۶ر	از جناب جعفری رامپوری		درمکنون در جواب مضمون از پروفیسر	
از سید محمد عبد اللہ ایم۔اے	۴ر	رویائے صادقہ	عہ	منشی فاضل	۲ر	حاجی رشید احمد صاحب	عہ
رباعیات ابو سعید ابو الخیر معہ حالات	۶ر	کتب امدادی		اردو ترجمہ تاریخ وصاف سوالاً جواباً	۳ر	پرچہ جات منشی فاضل ۲۶ تا ۲۸ء ۳۰ تا ۳۲ء	۸ر
(۴) تاریخ وصاف شروع کتاب سے		حدیقہ ارم اردو و حل دبیر عجم	۸ر	اردو ترجمہ تاریخ وصاف از مولانا		رہبر کامل یعنی حل پرچہ جات منشی فاضل	۸ر
تا اختتام جلوس از غون عربی عبارات		النوادر الغرر ترجمہ سمط الدرر۔		محمد مشتاق احمد فاضل دیوبند		ضامن کامیابی یعنی حل پرچہ جات	
و اشعار خارج	عہ	حصہ نثر کاغذ سفید۔ ڈمی	عہ	مولوی فاضل منشی فاضل	عہ	منشی فاضل ۱۹۳۲ء	۴ر

نیاز مند قدیمی **شیخ جان محمد اللہ بخش تاجران کتب علوم مشرقی کشمیری بازار لاہور**

روزنامہ الفضل قادیان دارالامان
Digitized by Khilafat Library Rabwah
فخر ملت جناب حضرت خلیفۃ المسیح حضرت مولانا نور الدین صاحب مرحوم
کی
قابل قدر یادگار
بدست مبارک تحریر کردہ ایک مفید عام خط کا مضمون
سوجیون سرووُر کیا معنے چشمہ زندگی۔
جناب کی تصنیف کو میں نے ۱۵ ار جنوری کو جس وقت ڈاک میں آئی پڑھا۔ اور دلچسپی سے پڑھا ...... یہی دوسری کتاب ہے جو مجھے اپنے مضمون میں پسند آئی ہے۔ جناب الٰہی کا فضل ہر ایک ملک و ملت پر ہوا ہے۔ اور ہوتا ہے۔
مہتہ سیتا رام دت کویراج۔ کوی رتن۔ آدتیہ اوشدھالیہ صدر راولپنڈی کی محنت بہت ہی قابل قدر ہے۔ ہندو مسلمان کی کشیدگی خدا کرے۔ ملک کی ترقی کا موجب ہو۔
مجھے بڑی خوشی ہوگی اگر ملک اس رسالہ کی قدر کرے۔
(دستخط) نور الدین از قادیان
۱۹ ار جنوری ۱۹۱۲ء
خلیفۃ المسیح الثانی فخر ملت جناب حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد کا اظہار خوشنودی
حضرت مولوی نور الدین صاحب
فخر ملت
فخر پنجاب
لالہ لاجپت رائے صاحب
خوشخبری
احمدی بھائیوں کو اس مفید عام طبی و اخلاقی کتاب کے مطالعہ کا موقع دینے کیلئے صرف بکصد کتب رعایتی قیمت پر تقسیم کرنی منظور کی گئی ہیں پہلے ایڈیشن کی قیمت دو روپیہ چار آنہ تھی۔ دوسرے ایڈیشن کی قیمت ایک روپیہ چار آنہ محصولڈاک ۸ مگر اب صرف ایک روپیہ دو آنہ ‎-/2/1‎ میں معہ محصولڈاک روانہ کی جائے گی۔
نوٹ:۔ جو صاحب سندات متذکرہ بالا ملاحظہ فرمانا چاہیں۔ وہ ہر وقت دفتر ہذا میں تشریف لاکر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔
مہتہ سیتا رام دت کویراج۔ آدتیہ رسائن۔ انارکلی۔ لاہور
عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی